روحانی کو خلق کہتے ہین اگر وہ ہیئت اچھی ہوئی خلق حسن ہوا اور اگر ہیئت بد ہوئی خلق قبیح و بد
ہوا پس خلق کہتے ہین ہیئت راسخہ نفسانی کو کہ جس سے افعال بلا تکلف بآسانی صادر ہوون نیک یا بد لیکن اگر ایسی
ہیئت ہی کہ اوس سے ایسے افعال سرزد ہوتے ہین کہ شرعاً اور عقلاً پسندیدہ ہوتے ہین اوس ہیئت کو خلق حسن بولینگے
اور اگر ناپسندیدہ ہوتے ہین خلق قبیح بولینگے لیکن ہر دو شرط مذکور الصدر ضرور چاہیئے ایک یہ کہ وہ ہیئت نفس مین راسخ و ثابت
ہووے ورنہ اگر کبھی کبھی آدمی سے مثلاً داد و دہش بسبب ریا وغیرہ اغراض کے صادر ہوئی سخاوت اوسکا خلق نہوگی
دوسرے یہ کہ بغیر تکلف و بآسانی اوس سے وہ فعل صادر ہو ورنہ اگر بہ تکلف مال خرچ کیا یا حالت غضب مین بمشقت اپنے
تئین ضبط کیا سخا و حلم اوسکا خلق نہوگا بالجملہ خلق نام ہی ہیئت باطنیہ کا اور جیسا کہ صورت ظاہر کا حسن مطلق
فقط آنکھ کے یا ناک کے یا رخسار کے اچھے ہونے سے حاصل نہین ہوتا ہی بلکہ تمام سراپا حسن چاہیئے تب حسن ظاہر کامل
ہووے ایسیہی باطن مین چار ارکان ہین جب اون چارون مین حسن آویگا تب حسن خلق تمام ہوگا وہ چار یہ ہین قوت علم
اور قوت غضب اور قوت شہوت اور قوت عدل قوت علم یعنی دانش معروف بہ نفس عاقل و نفس ملکی کہ مبدا ہی
فکر و تمیز و شوق ادراک حقائق کا اوسکا حسن یہ ہی کہ اقوال مین صدق و کذب کو بآسانی جدا جدا پہچان لیوے
کہ یہ سچ ہی اور یہ جھوٹھہ اور اعتقادات مین حق و باطل مین بآسانی تمیز کر سکے اور افعال جمیل و قبیح مین فرق پہچان سکے
جب یہ قوت درست ہوئی آدمی حکیم ہوا کیونکہ حکمت دو قسم ہی حکمت نظری یعنی چیزونکو جسطرح پر کہ نفس الامر
مین ہین ویسی جاننا بقدر طاقت بشری کے دوسری حکمت عملی یعنی جیسا کہ چاہیئے ہی ویسی کام کرنا بقدر اپنے
حوصلے اور طاقت کے اور قوت غضبی معروف بہ نفس سبعی کہ مبدا ہی خشم و دلیری و تسلط و تکبر و جاہ و دفع مضار کا
اوسکا حسن یہ ہی کہ تابع قوت علم و حکمت کے رہے کہ سختی کی جا سختی اور نرمی کی جا نرمی موافق فرمان عقل کے
کرے تاکہ جوش بے وقت اور تجاوز حد سے واقع نہووے اور صفت حلم کہ شجاعت اوسکی تابع ہی پیدا ہووے
اور قوت شہوت معروف بہ نفس بہیمی کہ مبدا ہی شہوت نکاح و خواہش اکل و شرب و شوق لذائذ و جلب منافع کا
حسن اوسکا بھی یہی ہی کہ تابع قوت علم و حکمت کے رہے کہ موافق حکم عقل و حکمت کے حظ حاصل کرے اور اسکے مخالف
اتباع ہوا و ہوس نکرے تاکہ صفت عفت کہ سخاوت اوسکو تابع و لازم ہی پیدا ہووے اور قوت عدل اوس قوت کا
نام ہی کہ جسوقت علم کو اول درجہ اعتدال و توسط پر کرکے ان دونون قوتون غضب و شہوت کو بطور مذکور الصدر کے
اسکے تابع کر دیتی ہی اور حد سے متجاوز ہونے نہین دیتی ہی اور جب ان تینون کے ترکیب سے جب ایک حالت اعتدالی خالی افراط
و تفریط سے پیدا ہوتی ہی اوسکو فضیلت عدالت بولتے ہین اور وہی خلق حسن ہی اور افراط و تفریط قبیح ہی چنانچہ

فائدہ خلق کے ارکان کا بیان

افراط قوت غضبیہ تہور ہی اور تفریط جبن ہی یہ دونون خلق قبیح ہین اور درجہ متوسط شجاعت ہی وہی خلق حسن ہی
ایسیٔ قوت شہویہ کی افراط شرہ اور تفریط کو خمود شہوت بولتے ہین کہ دونون نامحمود ہین اور متوسط عفت ہی کہ خلق
نیک وہی ہی اسیطرح حکمت بھی درجہ میانہ نام اور اوسکی افراط کو گربزی کہتے ہین یعنی بضرورت و بیموقع
فکرین دوڑانا اور تفریط کو بلہ کہتے ہین یعنی باختیار وارادت استعمال عقل نکرنا نہ از رو خلقت اسیواسطے تمام حکماے
متقدمین و متاخرین کا اتفاق ہی کہ اصول و اجناس فضائل کے چار ہین حکمت و شجاعت و عفت و عدالت اور فروع
اسکے بیشمار ہین اور بقدر مشہور کتب اخلاق مین مذکور ہین چنانچہ ذکا و سرعت فہم و صفاے ذہن و سہولت تعلم و حسن
تعقل و تحفظ و تذکر یہ انواع جنس حکمت کے ہین اور نجدت و بلند ہمتی و ثبات و حلم و سکون نفس و شہامت و تحمل و تواضع
و حمیت و رقت جنس شجاعت کے انواع ہین اور حیا و رفق و حسن ہدی و مسالمت و صبر و قناعت و وقار و ورع
و انتظام و سخا جنس عفت کے انواع ہین اور صداقت و الفت و وفا و صلۂ رحم و مکافات و حسن شرکت و حسن قضا و تودد
و تسلیم و توکل و عبادت جنس عدالت کے انواع ہین اور اضداد انکی رذائل و بد اخلاق ہین اور کوئی شخص مستحق مدح اور مفاخر کا
نہین ہوتا ہی مگر انھین صفات سے خواہ اوسکی ذات مین ہون یا اوسکے آبا و اسلاف مین اور سوا ے اسکے اگر کوئی دولت
و مال سے فخر کرے عقلا کے نزدیک قابل اعتبار نہین ہی لیکن دو قسم کی معرفت یہان مشکل ہوتی ہی ایک یہ کہ
یہ فضائل چہارگانہ اور انکے فروع اکثر غیر فضائل سے بسبب مشاکلت ظاہری کے مشتبہ ہو جاتے ہین اونمین فرق و تمیز کرنا
نہایت دشوار ہوتا ہی اور اکثر لوگونکو دہوکا واقع ہوتا ہی اسواسطے کہ فضیلت اوسے کہتے ہین کہ اوسکا مبدا بھی فضیلت
ہو نہ رذیلت چنانچہ اکثر لوگ تحصیل علم و حکمت اور تکمیل قوت عاقلہ مین نہایت جانفشانی اور عرقریزی کرتے ہین
حالانکہ مبدا اور سبب اسکا یہ ہوتا ہی کہ جاہ و منزلت اور بزرگی و رفعت و نام آوری خلق پیدا کرین پس رذیلت
تکبر کی اسکا سبب ہوئی یا اسواسطے کہ مال و عیش اور لذائذ اکل و شرب اوس علم کے سبب سے حاصل کرین پس
حرص و شہوت اوسکا سبب ہوئی یہ علم فضیلت نہوا بلکہ رذیلت ہوا کیونکہ مبدا اسکا خراب تھا وہ علم فضیلت ہی
کہ مبدا اوسکا یہ ہو کہ حق و باطل مین تمیز کرون اور پھر باطل سے اجتناب اور حق کو اختیار کرون تاکہ روح انسانی بکمال
پاوے اور قابل قرب حضرت الوہیت کے ہووے اسیطرح بعضی لذات و شہولت دنیاوی سے اعراض کرتے ہین
اور سبب اوسکا کچھ اغراض فاسدہ ہوتی ہین اوسکو عفت نہین کہینگے یا مال کثیر خرچ کرتے ہین بغرض شہوانی کے
بار بار یا طمع جاہ یا ترس شاہ یا دوسرے اغراض دنیاوی کی خاطر سے یہ سخاوت نہین ہی ایسیٔ بعضون سے افعال مشابہ
شجاعت صادر ہوتے ہین بغرض تحصیل مال کے چنانچہ قطاع الطریق وغیرہ کرتے ہین یا واسطے نام وریا کے

یا بسبب بے صبری کے مصائب چنانچہ عمل خودکشی کا کرتے ہین اس سب کو شجاعت نہ کہین گے بلکہ خالی حمق سے نہین ہی
کہ ایسے نفس شریف کو ایسی جسمین چیز ون کے واسطے خطر و ہلاک مین ڈالتے ہین بلکہ شجاع وہ شخص ہی کہ اپنی جان کو حمایت
حق اور اعلاء دین الٰہی اور مصلحت دو جہانی کے واسطے کہ حیات فانی چند روزہ سے بہتر ہی صرف کرے غرضکہ اسیطرح
کی صورتین فضائل کی مانند زہد تقوی و ریاضات اور عبادات شاقہ اور جود و ترک دنیا و توکل وغیرہ بہت سے لوگون سے
صادر ہوتی ہین حالانکہ اغراض فاسدہ مثل ریا و سمعہ و حب جاہ و بقائے نام و تحصیل ریاست و پیشوائی اونکے بواطن مین موجود ہوتی ہین
کہ اوسپر اطلاع نہایت دشوار ہوتی ہی مگر خاص خاص لوگ بقرائن افعال و حرکات پہچان لیتے ہین کہ یہ شخص عاری فضائل
حمیدہ اور اخلاق ستودہ سے ہی بلکہ پابند و اسیر ہوا و ہوس نفسانی کا ہی کہ نفس کی دوسری اغراض کے واسطے ان مصائب
و تکالیف کو مزدور نفس کا بنکر اوٹھا رہا ہی اعاذنا اللہ من ذٰلک مشکل دوسری یہ کہ جیسا کہ اضداد فضائل مذکورۃ الصدر
کے رذائل و بد اخلاق ہین ویسی ہی ہر فضیلت کے واسطے ایک حد ہی اور کمال اخلاق یہ ہی کہ تمام فضائل اپنی حدود پر ہین
اگر کوئی فضیلت اوس حد سے تجاوز کی خواہ بجانب افراط یا بجانب تفریط وہ فضیلت رذیلت ہوگئی پس جسقدر کہ
اس حد سے بعد و فاصلہ ہوتا جاویگا رذالت بڑھتی جاوے گی مثال حد فضیلت کی مانند نقطۂ مرکز دائرہ کے ہی کہ دور تر
نقطۂ محیط دائرے سے وہی ہوتا ہی اور مثال رذائل کی جیسا کہ نقطے اطراف مرکز کے کہ شمار سے باہر ہین خواہ محیط پر
واقع ہون یا داخل محیط کہ یہ سب بہ نسبت مرکز کے محیط سے نزدیک ہین ایسی فضیلت کی ایک حد ہی کہ رذائل سے
نہایت بعید ہی اور انحراف اوس حد سے جس جانب کو کہ اتفاق پڑے قریب ہی رذیلت سے اور بعد ہی فضیلت سے اسیواسطے حکمانے
کہا ہی کہ فضیلت وسط مین ہوتی ہی اور رذائل اطراف مین پس اس سبب سے متقابل ہین ہر فضیلت کے رذائل بے انتہا ہوتے
ہین اور ملازمت فضیلت پر ایسی ہی جیسا کہ ایک خط مستقیم پر کہ درمیان دو نقطون کے ہووے چلنا اور ارتکاب
رذائل ایسا ہی جیسا کہ اوس خط مستقیم سے انحراف کر کے اطراف کے خطوط غیر مستقیم پر چلنا اور ظاہر ہی کہ دو
حد کے درمیان خط مستقیم ایک ہوا کرتا ہی فقط اور خطوط غیر مستقیم غیر متناہی ہوتے ہین اسی سبب سے استقامت
طریق فضیلت پر ایک نہج پر ہوتی ہی اور واسطے انحراف اوس نہج کے طور بے شمار ہوتے ہین اسی سبب سے التزام طریق
فضائل مین نہایت صعوبت واقع ہوتی ہی اور ارتکاب رذائل بغایت نفس کو آسان ہوتا ہی چنانچہ حدیث شریف مین
وارد ہی کہ حُفت الجنۃ بالمکارہ وحفت النار بالشہوات یعنی طریق جنت کے نفس پر سخت و مکروہ ہین
اور طریق دوزخ کے نفس کے مرغوب ہین اور اسی سبب سے کہتے ہین کہ خدا کی راہ بال سے زیادہ باریک اور تلوار سے
زیادہ تیز ہی اور صراط مستقیم کی مثال ہی کہ جو شخص اسپر برابر چلا اوسپر بھی برابر اوتریگا اور اگر اس سے پھسلا اوس سے بھی

ہے کہ جیسے زمین کہ مانند دائرے کے محیط ہے اور زمین کی شہر جیسے ہو واقع ہوگا اور ظاہر ہے کہ یہ مرکز و خط مستقیم فضائل
کہ کمال اعتدال اور نہایت اخلاق ہے اخلاق حضرت قبلہ گاہی رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہیں کہ اِنَّكَ
لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ اونکی شان میں وارد ہے اور ذات عالی صفات آنحضرت کی مستجمع اخلاق تمام انبیا و مرسلین کی
بلکہ متمم و مکمل اون اخلاق کی واقع ہوئی کیونکہ حضرت کو امر الٰہی ہوا کہ فَبِهُدٰهُمُ اقْتَدِهْ یعنی انبیائے ماقبل کی پیروی کو
اختیار کرو اور ظاہر ہے کہ حضرت سے نافرمانی امر الٰہی کی غیر متصور ہے پس لازم آیا کہ حضرت قبلہ گاہی رسول الٰہی نے
سب اخلاق و سیرتیں انبیائے سابقین کی حاصل فرمائیں اور چونکہ بعضے اخلاق باقی تھے اونکو بھی تمام و کامل
فرمایا چنانچہ ارشاد ہوا کہ بُعِثْتُ لِاُتَمِّمَ مَكَارِمَ الْاَخْلَاقِ یعنی بھیجا گیا میں تاکہ کامل کروں اخلاق بزرگ کو و نعم
در قائل شعر حسن یوسف دم عیسی ید بیضا داری ✿ آنچہ خوبان ہمہ دارند تو تنہا داری ✿ پس اب راستہ خدا طلبی کا
منحصر ہوگیا حضرت کے طریق و روش اختیار کرنے پر چنانچہ فرمان ناطق نازل ہوچکا کہ وَمَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْاِسْلَامِ
دِيْنًا فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ یعنی جو شخص کہ سوائے اسلام کے کوئی دین ڈھونڈھیگا ہرگز قبول نکیا جاویگا اوس سے بلکہ انبیا
اولوالعزم کو بھی سوائے پیروی حضرت کے کچھ چارہ نہیں ہے چنانچہ فرمایا لو کان موسی حیا ما وسعہ الا اتباعی
یعنی اگر ہوتے موسی علیہ السلام زندہ نہ گنجایش رکھتی اونکو سوائے پیروی میری کے اور عیسی علیہ السلام کا اوترنا اور
حضرت کی پیروی کرنا خود مانند آفتاب کے روشن ہے پس جو شخص کہ حضرت سے ان اخلاق میں جسقدر قریب
و مشابہ ہے وہ اس قدر خدائے آفریدگار سے بھی قریب ہے اور جسقدر کہ اخلاق محمدی سے دور ہے اوسی قدر قرب حضرت
الوہیت سے بھی دور ہے اور جو شخص کہ جامع ہے کمال ان اخلاق کا مستحق اس امر کا ہے کہ تعلق میں بمنزلے فرشتے
مطاع کے رہے کہ سب خلق اوسکی طرف رجوع کرے اور جمیع افعال میں اوسکی اقتدا کریں اور جو شخص کہ ان سب
اخلاق سے جدا ہوگیا اور انکے اضداد سے موصوف ہوا وہ مستحق اس بات کا ہے کہ بلاد و عباد میں سے نکل جاوے کیونکہ وہ
شیطان لعین سے قریب ہوگیا بالجملہ واجب یہی ہوا کہ تمام اخلاق میں اخلاق محمدی دستور العمل مقرر کیے جاویں
اور اونھیں کی اقتدا کی جاوے بلکہ مستدل مہدوی نے دلیل مذکورۃ الصدر میں جو عبارت تفسیر کاشف المعانی کی
نقل کی ہے اوسمیں جابجا مصرح ہے کہ اقوال و افعال ہر نبی کے موافق کتاب انبیائے سابقین کے اور مطابق روش
انبیائے سابق و حال کے چاہیے ہوتے تھے اور اس امت میں اخلاق ولی کے مطابق اخلاق انبیا کے چاہیے ہیں
اور ضرور ہے کہ جو خبر کہ وہ ولی دیتا ہے شرع اوسکو قبیح نجانتا ہو بلکہ حکمائے یونان بھی اخلاق میں اتباع شرع آسمانی
کی ضرور و لابد سمجھتے تھے چنانچہ اخلاق ناصری میں لکھا ہے کہ کتاب تیقراطیا میں کہا ہے کہ ناموس اکبر اللہ تعالی

کی طرف ہی اور ناموس دوم طرف ہے ناموس اکبر کے چاہیے اور ناموس سوم وسیار ہے پس ناموس خدا عزوجل یعنی قانون تدبیر وسیاست پیشوا سب ناموسونکا ہی اور ناموس دوم حاکم ہی کہ اوسکو پیروی ناموس الٰہی کی چاہیے کرنا اور ناموس سوم اقتدا کرے ناموس دوم کی اور تنزیل قرآنی سے بھی یہی معنی سمجھے جاتے ہین چنانچہ فرمایا کہ وَاَنْزَلْنَا مَعَهُمُ الْكِتَابَ وَالْمِيزَانَ لِيَقُومَ النَّاسُ بِالْقِسْطِ وَاَنْزَلْنَا الْحَدِيدَ الایہ آمدم بر سر مطلب کہ مدار و اصل و محک وتقییس علیہ واسطے تمیز وشناخت اخلاق حسنہ کے اخلاق وسیرت محمدی اور شریعت آنحضرت کی ٹھہری کہ اول یہ بات ثابت ہو جاوے گی کہ اخلاق واحوال اس شخص کے موافق کتاب وسنت کے ہین تب اخلاق دلیل اوسکی ولایت پر ہونگے پس ثبوت ولایت موقوف ہوا مطابقت اخلاق پر کتاب وسنت کے ساتھ اب شیخ جونپوری کا احوال سننا چاہیے کہ شیخ موصوف بولتے ہین جیسا کہ اونکے عقیدہ شریفیہ مین لکھا ہی کہ جو حدیث کہ موافق حال اس بندے کے ہو وہ صحیح ہی اور جو حکم وبیان کہ تفاسیر وغیرہ مین مخالف بیان اس بندے کے ہی وہ صحیح نہین ہی اور جو اعمال وبیان کہ اس بندے سے ہین تعلیم خدا اور اتباع مصطفی سے ہین اور ہم کسی مذہب کے مقید نہین ہین اگر کوئی چاہے کہ ہمارا صدق معلوم کرے چاہیے کہ کلام خدا اور اتباع رسول علیہ السلام سے بیچ احوال وافعال ہمارے کے ڈھونڈھے اور فہم کرے انتہی یہ اولٹا معاملہ ہوا کہ کتاب وسنت کو اپنے مطابق ہونا چاہتے ہین پس ثابت ہوا کہ انکا حسن اخلاق ثابت نہین ہو سکتا ہی کیونکہ بنا اثبات حسن اخلاق مطابقت کتاب وسنت پر اور یہان مفقود ہی بلکہ کتاب وسنت کا اثبات اپنی مطابقت پر موقوف جانتے ہین اور اوسپر طرہ یہ ہی کہ بولتے ہین کہ اگر کوئی چاہے کہ ہمارا صدق معلوم کرے چاہیے کہ کلام خدا اور اتباع رسول سے احوال وافعال ہمارے مین ڈھونڈھے حالانکہ اتباع رسول سے ابھی خود انکار کیا کہ احادیث رسول کو اپنا تابع ٹھہرایا اب اتباع رسول کیونکر ثابت ہو سکتی ہی اور کلام خدا کی اتباع بھی ثابت نہین ہو سکتی ہی اسواسطے کہ جو معنی کلام خدا کے صحیح مروی حسب تفسیر سے بیان کیے جاوینگے اور وہ مخالف شیخ کے ہونگے بولینگے کہ یہ صحیح نہین ہین صحیح وہ معنی ہین کہ جو موافق بیان اور احوال اس بندے کے ہین پس تابع کلام خدا کے نہوے بلکہ کلام خدا کو اپنی خواہش کے تابع چاہتے ہین وَلَوِ اتَّبَعَ الْحَقُّ اَهْوَاءَهُمْ لَفَسَدَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ وَمَنْ فِيهِنَّ الایہ اگر کہین کہ قرآن کو ہم اپنے تابع نہین کرتے ہین بلکہ قرآن کے معنی کو ہم اپنے تابع کرتے ہین جواب اسکا یہ ہی کہ قرآن عبارت عربی ہی اوسکے معنی ضرور چاہیے کرنا اور جب کوئی معنی موافق قاعدے عربیت اور روایت کے کریگا تم کہوگے کہ روایت ظنی ہی اور میرا بیان قطعی ہی جو معنی کہ میرے خیال مین غلط ہین چنانچہ اس قسم کے معانی اپنے عقیدے کے موافق اکثر انھون نے کیے ہین کہ کچھ

ف ردتفصیلی اسباب مین کہ شیخ جونپوری بالعکس کہتے ہین کہ جو حدیث تفسیر کبیر کے موافق ہو معتبر جاننا اور جو مخالف ہو اوسکو غلط جاننا مشتمل اوپر چہ جواب کے

مذکور ہوچکے ہین اورباقی آیندہ آوینگے انشاء اللہ تعالی اور چونکہ اتباع قرآن کی بنا معنی پر ہی جب کہ معنی کا اعتبار
اپنے بیان پر ہوا اتباع اپنی ہوئی نہ قرآن کی اور آپکے بیان کا قطعی ہونا خود اتباع قرآن پر موقوف تھا جبکہ
اتباع قرآن آپکی قطعیت بیان پر موقوف ہوا دور محال لازم آیا اور یہی تقریر اتباع احادیث مین بھی ہی کہ تمھاری
ولایت جب ثابت ہوگی کہ تم اپنے اخلاق کو مطابق احادیث کے ثابت کروگے یعنی جب تک کہ تمھارے اخلاق
مطابق احادیث کے نہونگی قابل اعتبار کے نہونگے اور ولایت ثبوت کو نہ پہونچے گی پس یہ کہنا کہ جو حدیث میرے
احوال و اخلاق کے مطابق ہی وہ صحیح ہی باقی غلط نہایت بےموقع ہی کیونکہ ابھی اخلاق بمطابقت ان احادیث کے
پایۂ اعتبار کو کہان پہونچے ہین کہ محک صحت احادیث کا ٹھہرائے جاوین خلاصۂ کلام یہ ہوا کہ ثبوت اخلاق حسنہ
موقوف ہی مطابقت احادیث و تفاسیر صحیحہ پر اب یہ کہنا کہ ثبوت احادیث و تفاسیر موقوف ہی انھین اخلاق
حسنہ پر دور محال ہی کہ کوئی عاقل نکہے گا اگر کہین کہ وہ احادیث و تفاسیر کہ جن پر ثبوت اخلاق موقوف ہی وہ اور ہین
اور جنکا ثبوت کہ اخلاق پر موقوف ہی وہ دوسرے ہین جواب اسکا یہ ہی کہ ثبوت اخلاق اونھین احادیث و تفاسیر سے
کیا جاتا ہی کہ جسمین ذکر اخلاق کا ہی اور اپنے اخلاق و احوال کے مطابق کر کے بھی وہی احادیث و تفاسیر آزمائی
جاوینگی کہ جسمین ذکر اخلاق ہی ورنہ یون کہنا ہوا کہ جو حدیث و تفسیر کہ اوسمین ذکر آسمان و زمین کا ہو اور بندے
کے حال کے موافق نہو وہ غیر صحیح ہی یہ نہایت نامعقول ہی اور اگر کہین کہ احادیث متواترہ قطعیہ اور آیات
قطعیہ کہ جنکی صحت مین کلام نہین ہی اخلاق شیخ کے اول اونکے مطابق ہوکر مثبت و ثابت ہوگئے بعد
اوسکے احادیث و تفاسیر ظنیہ کی صحت مطابقت اخلاق مذکورہ پر کہ دلیل قطعی ہین موقوف ہی جواب
اسکا یہ ہی کہ احادیث غیر متواترہ ظنیہ کہ اوسمین بعضی مشہور اور بعضی آحاد صحیحہ ہین بالاتفاق سب قابل استدلال
و مفید ظن ہین خصوصًا فضائل اعمال مین کہ احادیث ضعیفہ بھی مقبول ہین چہ جائے صحیحہ کے بلکہ خود مہدویونکی
کتاب انصاف نامے کے باب سوم مین مضمرات سے نقل کیا ہی کہ جو شخص خبر واحد اور قیاس کا انکار کرے اور کہے
کہ وہ حجت نہین ہی وہ شخص کافر ہوجاتا ہی پس جب کہ یہ احادیث مفید ظن ہین اب اگر بعضے اخلاق یا علامات
مہدویت کہ ان احادیث مین مذکور ہین و شیخ جونپوری مین مفقود ہین تو لا محالہ ظن اسکا ثابت ہی کہ شیخ ناقص
الاخلاق ہین اور مہدی نہین ہین اور ظاہر ہی کہ اس ظن کے ہوتے ہوئے قطعیت کمال اخلاق یا ثبوت مہدویت
کی فاسد و باطل ہی کیونکہ قطعی و یقینی وہ امر ہوتا ہی کہ اوسکے جانب مخالف کا ظن بلکہ وہم بھی نہووے اور تقسیم اسکی
یہ ہی کہ ہر خبر دو حال سے خالی نہین ہی یا اوسمین احتمال مضمون مخالف کا ہی یا نہین ہی اگر ہی اور اس خبر کے برابر

قوت مین اوسکو شک کہینگے اور اگر دونون مین ایک غالب اور دوسرا مغلوب ہی تو غالب کو ظن اور مغلوب کو وہم کہتے ہین اور اگر اوس خبر مین احتمال مضمون مخالف کا بالکل نہین ہی تو اوسکو جزم کہتے ہین اب اسکے بھی دو حال ہین کہ یا واقع کے موافق ہی یا مخالف اگر مخالف ہی تو وہ جزم جہل مرکب ہی اور اگر موافق ہی تب بھی دو حال ہین کہ کسیکے اغوا اور فہمایش سے وہ اعتقاد زائل ہوسکتا ہی یا نہین اگر ہوسکتا ہی تو وہ تقلید ہی اور اگر زائل نہین ہوسکتا ہی تو یقین ہی اب ظاہر ہی کہ جب شیخ کے اخلاق کہ دلیل تھے ولایت و مہدویت کے اونکی جانب مخالف مدلل بدلائل ظنیہ یعنی مدلل باحادیث آحاد و مشہورہ ہوے دعوی بکمال اخلاق اور ولایت و مہدویت کا جزمی و یقینی ہرگز نرہا بلکہ مظنون یا مشکوک یا موہوم ہوگیا اب اس بگمانی اخلاق و ولایت سے احادیث و تفاسیر کو کہ جسپر نوسو برس سے امت کا عمل چلا آتا تہا رد کر دینا کسقدر بیباکی و جرأت ہی خدا اور رسول پر کہ کوئی ایماندار اوسکا روادار نہوگا۔

دوسرا جواب یہ ہی کہ بہت سے اخبار ظنیہ مشترک المعنی جب مجتمع ہوجاتے ہین تو وہ معنی قطعی ہوجاتے ہین چنانچہ متواتر کی حقیقت یہی ہی کہ بہت سے اخبار آحاد جب ایک بات پر متفق ہوئین وہ بات مرتبہ یقین کو پہونچ گئی اگرچہ ہر واحد جداگانہ ظنی تھی مثال اوسکی محسوسات مین یہ ہی کہ رسی بالون کی بسبب اجتماع و اتفاق بالون کے کسقدر قوی و مضبوط ہوجاتی ہی حالانکہ بجز بالون کے اوسمین اور کچھہ نہین اور ہر بال علیحدہ نہایت ضعیف تہا اور یہ متواتر دو قسم ہی ایک یہ کہ لفظ خبر بھی تمام روایات مین متغیر نہو اوسکو متواتر اللفظ والمعنی بولتے ہین دوسری یہ کہ الفاظ روایات کے مختلف ہووین لیکن کسی ایک معنی کے ادا کرنے مین وہ تمام روایات متفق رہین اور حد تواتر کو پہونچ جاوین اوسکو متواتر المعنی کہتے ہین وہ بھی قطعی ہوتی ہی چنانچہ یہان بھی ایسیہی واقع ہوا ہی کہ صدہا احادیث و آثار علامات مہدی آخر الزمان کے بیان مین وارد ہین کہ رسائل علماء حدیث مثل عقد الدرر اور القول المختصر فی علامات المہدی المنتظر اور البرہان فی علامات مہدی آخر الزمان اور العرف الوردی فی اخبار المہدی وغیرہا کے اون احادیث و آثار سے مملو ہین چنانچہ ایک رسالہ قول مختصر مین فقط شیخ ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ نے دوسو علامات مہدویت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ اور تابعین سے نقل کی ہین اور چونکہ یہ علامات شیخ جونپور مین بالکل مفقود ہین حتی کہ اولاد فاطمہ رضی اللہ عنہا سے ہونا یا باپ کا نام عبد اللہ ہونا کہ امور عامۃ الورود اور کثرۃ الوجود سے ہی اسقدر بھی اوس بزرگوار کے حق مین ثابت نہو سکتا ہی چہ جاے علامات نادرۃ الوجود کے جیسا کہ دلائل سابقہ مین بشرح و بسط مذکور ہو چکا پس یہ روایت اثبات پر دال ہی کہ شیخ متنازع فیہ مین علامت مہدویت کی مفقود ہی اور اس مقدمے کو دوسرا مقدمہ لازم ہی کہ شیخ دعوی مہدویت مین کاذب ہو یہ معلوم مقدمے جسمین ناقد

علامت مہدویت ہونا بلا تخصیص و تعیین علامت اور دعوی مہدویت مین کاذب ہونا قدر مشترک ہی تمام روایات مین اور
ظاہر ہی کہ تمام روایات مثل قدر مشترک کے حق مین حجۃ متواتر ہین پس یہ قدر مذکور متواتر و قطعی ہوئی اور دلیل قطعی بطلان دعوی شیخ کا ثابت
ہوا اور کذب بھی کہ تمام ادیان مین گناہ و خلق بد ہی ثابت ہوا پس حسن اخلاق قطعی نہوا بلکہ بطلان اوسکا قطعی ہوا پس ایسے
اخلاق کو محک احادیث حضرت صادق و مصدوق کا ٹھہرانا محال شرعی ہی تیسرا جواب یہ کہ اس تین سو
پچاسی برس مین ہفت اقلیم مین اہل سنت و جماعت مین صدہا بلکہ ہزارہا ایسے کاملین صاحب اخلاق حمیدہ گذرے
ہین کہ تمام قطعیات و ظنیات احادیث پر عمل کر کے کوئی دقیقہ دقائق اخلاق واجبہ و مسنونہ بلکہ مستحبہ و مندوبہ
سے بھی فرو گذاشت نکیا ہی اور مصدر کرامات باہرہ اور خوارق ظاہرہ ہوگئے ہین ایسے حضرات جیسا کہ شیخ جونپوری
سے کمیت مین زیادہ ہین کیفیت مین بھی زیادہ ہین کیونکہ شیخ قطعیات کے فقط عامل ہین اور یہ حضرات تمام
قطعیات و ظنیات کے عامل ہین اور ہر قسم کے خلق محمدی کر متصف ہین خواہ روایت قوی سے ثابت ہو یا
ضعیف سے پس انکے اخلاق کی جانب غالب ہوئی اور یہ سب شیخ مذکور کے باب مہدویت مین تکذیب کرتے ہین
پس بموجب اقرار مہدویونکے کہ اخلاق کو دلیل قطعی جانتے ہین شیخ مذکور کا کذب قطعی ہوا جواب چوتھا یہ ہی
کہ صحابہ کرام سے لیکر آج تک کسی صحابی یا امام یا مجتہد یا عالم یا عارف یا غوث یا قطب نے یہ دعوی نہین کیا ہی
کہ میرے اخلاق ایسے کامل ہین کہ اب جو حدیث کہ میرے حسب حال ہو وہ صحیح ہی باقی سب غلط ہین پس یہ دعوی بدعت
ہوا اور بدعت بلاشبہ اخلاق سیئہ سے ہی نہ اخلاق حسنہ سے جواب پانچوان یہ کہ شیخ مذکور کا دعوی یہ
بھی ہی کہ مین تابع تام رسول خدا کا ہون کہ میرا قدم اتباع آنحضرت مین ایسا ثابت ہی کہ سر مو تجاوز نہین کرتا ہون
اور بخوبی روشن ہی کہ اتباع تام جب ہوگا کہ تمام سنن و اخلاق محمدیہ پر عمل ہووے اور چونکہ اجناس اخلاق چار ہین جیسا کہ مذکور
ہوئے اور فروع انکے بیشمار اور تحقق اجناس ضمن فروع مین ہوتا ہی اور فروع باخبار ظنیہ مروی ہین کیونکہ احادیث مین
سوا چند حدیث کے متواتر نہین ہی اور قرآن مین بھی تفصیل تام نہین ہی بلکہ بطور اصول و اجمال کے مذکور ہین
اور جا بجا تفصیل احادیث ظنیہ مین اور جسوقت فقط قطعیات پر اختصار ہوا اوسوقت تابع تام نہوئے بلکہ
تابع ناقص ہوئے اور دعوے اتباع تام مین کاذب ہوے اور کذب تو لا اخلاق بد سے ہی پس بد اخلاق ہونا قطعی ہوا
نہ خوش اخلاق ہونا جواب چھٹا یہ ہی کہ قرآن سب قطعی ہی اور عمل بالقرآن کے یہ معنی ہین کہ قرآن کے معانی پر عمل کرنا
اور معنی انھین تفاسیر مرویہ سے کہ آنحضرت اور صحابہ کرام سے مروی ہین معلوم ہوتے ہین پس صحت اخلاق متوقف
ہوئی عمل بالقرآن پر اور عمل بالقرآن متوقف انھین تفاسیر کی صحت پر اب اگر صحت ان تفاسیر کی متوقف

اخلاق پر ہووے متقدم کا موخر ہونا اور موقوف علیہ کا موقوف ہونا لازم آتا ہے اور وہ محال ہے اب بعد اسکے بعض
وہ اقوال و افعال شیخ جونپوری اور انکے خلفا کے گذارش کرنے مین آتے ہین کہ جنکا منشا اور مبدا اخلاق بد واقع
ہوئے ہین اسیواسطے ہر ایک کی تعبیر بہ بدخلقی کی گئی ہے تاکہ ناظرین با انصاف پر ظاہر ہووے کہ باوجود اس دعوی انکو
لاتغیری کے متقدمہ اخلاق مین کس قدر انکے اقوال و افعال مخالف قطعیات قرآن کے بھی ہین اور مخالف احادیث کے
بھی ہین اور کس درجہ اتباع قرآن اور سنت حضرت رسالت پناہ سے دور پڑے ہین اور معلوم ہووے کہ قول انکا کہ ہم کسی امر
قطعی و متواتر کے خلاف نہین کرتے ہین دعوی بے اصل ہے بلکہ قطعی و متواتر کے بھی خلاف کرتے ہین اور سنت
نبوی غیر قطعی کے بھی مخالف چلتے ہین بدخلقی اول دست اندازی مال غیر مین بدترین صفات سے ہے اور تمام
ادیان و مذاہب مین اسکا گناہ و معصیت ہونا یقینیات سے ہے اور نص قرآنی بھی اسکی نہی پر دال ہے کہ و لا
تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ الآیہ یعنی اور نہ کھاؤ مال ایک دوسرے کے آپسمین ناحق الایہ اور سوائے
اسکے اور بہت سی آیات اور احادیث دال ہین اس بات پر کہ کسی مسلمان یا کافر ذمی کا مال کھانا حلال نہین ہے
اور چونکہ یہ مقدمہ سب عالم مین یقینیات سے ہے زیادہ نقل دلائل کی حاجت نہین ہے خصلت شیخ جونپور کی اسباب مین
نقل کرنا چاہیے وہ یہ ہے کہ انصاف نامے کے آٹھوین باب مین مذکور ہے کہ بی بی شکر خاتون اور چند شخص دوسرے میران کے
پاس سے ٹھٹھہ کو روانہ ہو گئے میان نظام اب تک بطور متابعت کے انکے ہمراہ گئے اون لوگون نے چند ڈوگرہ کہ سکہ
اس بلاد کا تھا واسطے کرایے کشتی کے انکو دیے تھے میان نظام ڈوگرون مذکورہ کو فراموشی سے وقت مراجعت کے
اپنے ساتھ واپس لے آئے جب دوسرے روز یاد آیا چاہا کہ امانت مذکورہ اوسکے مالک کو کنارے آپ پر جاکر پہونچا نا
انکے مہدی نے منع کیا اور کہا کہ بخور یعنی کھاؤ اور نوش جان فرماؤ اگر حق تعالی اسکی پرسش فرماوے اوسوقت میرا
دامن پکڑ لینا کیونکہ یہ لوگ سرگردان ہو کر جاتے ہین اگر حق تعالی قوت دیوے جو کچھ انکے پاس ہے مار کر سب مین
چھین لیوین مصنف کتاب بعد اسکے لکھتا ہے اے عزیز یہ لوگ مہدویت سید محمد سے برگشتہ ہوئے تھے لیکن صحبت
چھوڑ کر اپنے لوٹنے کے واسطے گجرات کو جاتے تھے انتہی اور واضح ہو کہ یہ حکم شیخ مذکور کا جیسا کہ آیت مذکورۃ الصدر کے مخالف
ہے اس آیت کے بھی مخالف ہے اِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُكُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰٓى اَهْلِهَا یعنی تحقیق اللہ تعالی فرماتا ہے
تمکو کہ ادا کرو امانتون کو طرف اہل امانات کے یہ آیات و احکام کہ خداوند عالم کے نازل کیے ہوئے ہین شیخ نے اونکے
مخالف حکم کیا اور جو کہ اللہ تعالی کے نازل کیے ہوئے احکام کے موافق حکم نکرے اوسکے حق مین اللہ تعالی
قرآن مجید مین تین جا پر وعید شدید فرماتا ہے کہ وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ و من لم

ف: بدخلقی اول مال غیر مین تصرف کرنا کہ یقیناً حرام ہے اور کام شیخ جونپوری اور انکے مریدون کا ... لکھتے تھے اور آیات ... قطعیہ کے مخالف ہے

لَّمْ يَحْكُمْ بِمَا اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ یعنی
اور جو لوگ کہ حکم نکرین موافق نازل کیے ہوئے اللہ تعالی کے پس وہ لوگ کافر ہین ظالم ہین فاسق ہین اگر کوئی کہے کہ شاید
شیخ مذکور کے دین و آئین مین تارک صحبت و رفاقت کا مال کھاجانا حلال ہوجاتا ہوگا اسواسطے فرمایا کہ تجویز جواب اسکا
یہ ہی کہ شیخ موصوف کا دین و آئین اگر مطابق دین و آئین دین محمدی کے ہی تو لازم آئی مخالفت آیات مذکورۃ الصدر کی اور اگر
انکا دین و آئین کچھہ شی جدید چیز تازہ قسم ایجاد تغیر سے ہی تو لازم آئی مخالفت اس آیت کی کہ اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ
دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا یعنی آج کے دن کامل کردیا مینے واسطے
تمھارے دین تمھارا اور تمام کردیا تمپر نعمت اپنی اور پسند کیا واسطے تمھارے اسلام کو دین یہان بھی معلوم ہوا
کہ دین محمدی کامل ہوچکا ہی اوسمین کسی امر و نہی کی کمی بیشی ممکن نہین ہی اور دین پسندیدہ خدا کے پاس اسلام ہی اور دین
اسلام مین پرایا مال کھانا حرام ہی اور اس آیت کے مخالفت بھی لازم آتی ہی کہ مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ
وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم رسول اللہ ہین اور خاتم النبیین ہین کہ بعد آپکے
کوئی پیغمبر ایسا نہین ہوسکتا ہی کہ دین جدید و احکام تازہ نکالے کہ شریعت محمدیہ کو منسوخ کرے اس امر مین
مہدوی بھی زبانی متفق ہین چنانچہ آیندہ آویگا انشاء اللہ تعالی علاوہ یہ ہی کہ مہدی مذکور کا خود اقرار موجود ہی
کہ مال مسلمانونکا اگرچہ پیر مہدویت کے منکر ہون لینا حلال نہین ہی چہ جاے معتقدین مہدویت کے چنانچہ
اوسی انصاف نامے کے باب پنجم مین مذکور ہی کہ میران مذکور نے کہا کہ جو لوگ کہ کلمہ گو ہین اونسے جزیہ لینا نچاہیے
اور اونکی عورتون پر نکاح تصرف نچاہیے کرنا اسقدر حرمت کلمے کی رکھنا چاہیے اور میان جی ندمیر نے بعد جنگ کے کچھہ اسباب
مخالفین کا نہ لیا اور ہمراہیونکو لینے سے منع کیا اور میران نے سفر خراسان مین سرحد ولایت مسلمانان صحرت تک
کھیتون سے کچھہ نلیا جب ملک کفرستان مین پوہنچے حالت اضطرار مین لینے کی اجازت دی انتھی اس سے ثابت ہوا کہ یہ حکم
ڈوکری بیگانہ کھاجانیکا صرف افراط قوت غضبیہ یا شہویہ سے تھا کسی دین و آئین سے طرہ یہ ہی کہ مال غیر مین تصرف
کرنا حرام جانکر بھی مستوجب حسرت و عقوبت ہی اور یہان تو معاملہ اوس سے بھی بدتر ہوا کہ شیخ موصوف اوس تصرف
حرام کو حلال جانتے ہین چنانچہ اونکی تقریر مذکور الصدر سے ظاہر ہی سبحان اللہ اس اخلاق پر بولتے ہین کہ میرے اخلاق پر
احادیث رسول اللہ کو آزمایا کرو بدخلقی دوم کذب و افترا بدترین صفات سے ہی خصوصا افترا اللہ تعالی پر کرنا کہ
ایک بات حقتعالی نے اپنے تئین نہین بتلائی ہی اوسمین دعوی غیب دانی کا کر بیٹھنا قال اللہ تعالی وَمَنْ اَظْلَمُ
مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا یعنی اوس سے زیادہ کون ظالم ہی جسنے کہ اللہ تعالی پر افترا کیا کسی دروغ بات کا

فمن أظلم ممن كذب على الله يعنی پھر كون ظالم تر اوس سے ہے كہ جسنے جھوٹھ بولا اللہ تعالى پر اور حديث شريف
مين ہی كہ من تشبع بما لم يعط كان كلابس ثوبي زور يعنی جو شخص كہ جتلاوے وہ چيز كہ اوسكو عطا نہين ہوئی ہے وہ
مانند اوس شخص كے ہی كہ دو كپڑے زور كے پہنے ہی يعنی سراپا جامہ زور كا ركھتا ہی كيونكہ عرب كا سراپا لباس مع كپڑوں يعنی
تہبند و چادر مين ہو جاتا ہی اور قول زور اسقدر بدتر گناہ ہی كہ قرآن مجيد مين اوسكو شرك اور بت پرستی كے برابر كركے بيان
فرمايا ہی كہ فاجتنبوا الرجس من الأوثان واجتنبوا قول الزور يعنی كنارہ پكڑو ناپاكی سے كہ بت ہين اور كنارہ
پكڑو قول زور سے حالانكہ شيخ جونپوری نے كنارہ نہ پكڑا چنانچہ انصاف نامے كے باب ہجدہم مين لكھا ہی كہ ميران سے پوچھا
گيا كہ ياران مہدی كو حضرت عيسی سے ملاقات ہوگی فرمايا كہ بعضے شخصونكے تئين ملاقات ہوگی اور بھی نقل ہی سيد محمود اور سيد
خوندمير اور مياں نعمت اور مياں دلاور اور سواے انكے اور اكثر مہاجرين سے كہ ان سب نے ميران سے پوچھا كہ كسان
مہدی كو حضرت عيسی سے ملاقات ہوگی فرمايا ہاں ہوگی پس مشہور ترين يہی نقل ہی اور مياں ملك جيو نے كہا كہ ہم كيا
جانتے ہين كہ كتنے شخص مہاجران مہدی ہين كيونكہ ميران بہت ملك پھرے ہين بہت آدميونكو فيض پہنچا ہی
خدا جانے كہ كہاں ظہور ہوگا انتہی اس كلام سے بخوبی ظاہر ہی كہ مراد ياران و مہاجران و كسان مہدی سے ايك ہی يعنی ياران
و مصاحبان بلاواسطہ اور اسی سبب سے مياں ملك جيو كو توجيہ كرنے كی حاجت ہوئی كہ بولے كہ ميران چونكہ بہت
ملك پھرے ہين اور اصحاب اونكے متفرق ہين شايد كسی ملك والے طويل العمر ہو كر ملاقات كر ليوين ورنہ اگر مراد يہ ہوتی
كہ اس مذہب والے ملاقات كرينگے يا نہين تو خود اس سوال كی حاجت نہ تھی كيونكہ سب كو معلوم تھا كہ آخر تابعان مذہب
اور اولاد و احفاد اونكے مدت تك رہينگے پھر ملاقات حضرت عيسی مين كيا شبہہ تھا كہ سوال كرتے اور اپنے مذہب كو
باوجود اصل اسلام جاننے كے كب گمان كرتے ہونگے كہ چند روز مين اسكا اثر و نشان باقی نہ رہے اور حضرت عيسی سے
شايد كہ ملاقات نہووے تا كہ اس اشكال كو حل كرتے اور لفظ ياران و مہاجران كی اضافت طرف مہدی كے صاف دال
تخصيص پر ہی موافق قاعدہ مقررہ كے يعنی خاص مہدی كے يار و اصحاب بلاواسطہ اور بدخلقی سوم صاف اسی معنی كی
مؤيد ہی پس ثابت ہوا كہ يہ بزرگ مقدمہ غيب مين محض قياس و گمان سے بے الہام و اعلام الہی كے ايك پيش گوئی كر بيٹھے
كہ وہ بالكل واقع كے خلاف نكلی كيونكہ ظاہر ہی كہ عيسی عليہ السلام ابھی تك نازل نہوے اور تمام اصحاب شيخ مذكور كے تمام
ہو چلے اگر كوئی باقی ہی تو ثابت كرين چار سو برس كے عمر والا مہدی كا يار كہاں چھپا ہوا حضرت عيسی سے ملنے اور اپنے
شيخ كو سچا كرنے كے واسطے بيٹھا ہی كہ نزول مين ہی بلد صادقين ہی جو جنگل كر رہے ہی يا مار طوار مين ہی اور كيا باعث ہی
كہ ان ميونكی كہ اوسكے سامنے كل كے نيچے ہين اقتدا كرتے ہين اور اوس كے اصل اصول كی [illegible] متوجہ نہين ہوتے ہين

بد خلقی سوم کہ دوم مذکور کی ہم جنس ہی اور اسکو بحو بی ثابت ہو چکا ہی کہ مخالفت قرآن اور
استحقاق وعید کہ اوسکو لازم تھا اسکو بھی لازم ہی انصاف نامے کے باب ہجدہم مین لکھا ہی کہ میان خوندمیر نے
کہا کہ مین آج کی رات متوجہ تمام بیٹھا تھا اور میران کو بچشم خود دیکھتا تھا مینے پوچھا کہ میران جیو حضرت عیسیٰ
کسوقت آوینگے فرمایا نزدیک بعد ہ سوال کیا مینے کہ آپ سے ساٹھ برس بعد آوینگے کہا کہ نزدیک پھر
مینے پوچھا کہ آپ کے پچاس برس بعد آوینگے فرمایا نزدیک پھر پوچھا مینے کہ آپ سے چالیس برس کے بعد کہا نزدیک پھر پوچھا مینے
کہ آپ سے تیس برس پیچھے کہا نزدیک پھر سوال کیا مینے کہ آپ سے بیس برس بعد آوینگے فرمایا نزدیک پھر پوچھا مینے
کہ آپ سے دس برس بعد آوینگے فرمایا کہ نزدیک یہ دیکھو حضرت عیسیٰ حاضر ہین پوچھ لیو بعدہ میان کو ذکر کرتے ہین کہ بندے
نے حضرت عیسیٰ سے بہت چیزین پوچھین مگر یہ فراموش ہو گیا کہ پوچھون کہ تم کب آوگے اور اس حکایت کا شاہد یہ ہی
کہ بعد بیس برس کے کم و زیادہ مین شیخ محمد خراسانی نے دعوی عیسیٰ کا کیا تھا انتہی سیاق اس کلام سے معلوم ہوتا ہی کہ میان
خوندمیر کو بعد انتقال میران کے بحالت مکاشفے مین اس گفت و شنود کا اتفاق پڑا ہی پس معلوم ہوا کہ میران بعد انتقال کے
بھی اسقدر شوق پیش گوئی کا رکھتے ہین کہ اوس عالم سے بھی کا ہے کا ہے اپنے خاص الخاص خلفا پر نمودار ہو کر ایسی غلط
و بے محل پیش گوئیان کر جاتے تھے یا میان خوندمیر کی چالاکیان ہین کیونکہ کذلک یمشی لینہ هو
عرقها و حسن نبات الارض من کرم البذر اور تعجب کی جا ہی کہ آمد عیسیٰ کا سوال میران سے اس
جدو جہد کے ساتھ کیا اور جب خود لقاء عیسوی میسر ہوئی سب کچھ پوچھا اور یہی اصل بات بھول گئے اور واضح ہو کہ اعداد
مذکورہ عبارت بالاتمام تحدید و تعیین پر دال ہین نہ تقلیل و تکثیر پر مانند او تستغفر لهم سبعین مرة یا ولتنظر
نفس ما قدمت لغد کے کہ یہان یہ موقع نہین ہی اسواسطے کہ سبعین و غد و غیرہ واسطے تکثیر و تقلیل کے
محاورے مین مستعمل ہین نہ دس اور بیس اور تیس اور چالیس اور پچاس و ساٹھ جسوقت کہ یہ ترتیب تعداد پوچھی جاوین
کہ وہان صاف تعیین مراد ہوتی ہی دوسرے یہ کہ یہ اعداد عبارت سائل مین کہ خوندمیر ہین مذکور ہوے ہین نہ عبارت مجیب مین
اور ظاہر ہی کہ سائل سوال تعیین کا کرتا ہی پس جواب بھی اوسی پر محمول ہوگا یعنی نزدیک ہی اس عدد سے بھی نہ کہ
مطلق نزدیکی پر دلالت کرے کہ خلاف قرینے سوال کے ہی پس صاحب انصاف نامہ کا اسکو ولتنظر نفس لغد
پر حمل کرنا ہی غلط ہی اگر یہی معنی ہوتے کہ مانند قیامت کے قریب ہی تو مصنف انصاف نامے سے پہلے میان خوندمیر سمجھتے
کہ خود سائل مزاج دان تھے پھر ساٹھ و پچاس چالیس و غیرہ سے تنزل کرتے ہوئے دس تک کاہے کو آتے اصل
یہی بات ہی کہ میان ایک عدد کی تعیین چاہتے تھے اور میران دس کو بھی نزدیک بتلاتے تھے تب اس سے کم عدد کا

نام لیتے تھے اور بھی گمان اوسوقت کے تمام شیخ وشاب کے خیالات مین جاگزین تھا کہ جیسا کہ مہدی یکایک
آگئے مہتر عیسی امر وز فردا مین عنقریب آنے والے ہین چنانچہ پیر کو مہدی بنتے ہوے دیکھکر مریدونکو عیسی بننے کا نہایت
شوق ہوا کہ ایک شیخ محمد خراسانی نے دعوی کیا جیسا کہ مذکور ہوا بادشاہ سندہ نے اوسکا سر کاٹ ڈالا چنانچہ کتب
نقلیات مین مذکور ہی اور انصاف نامے مین باب ہجدہم مین مسطور ہی کہ میان ابراہیم نر لہ دائرہ میان نعمت نے دعوی
عیسویت کا کیا تھا اوسکو کہا گیا عیسی بیٹے مریم کے ہین اور تیری مان باپ فلان بن فلان ہین اور شیخ بھیک نے دعوی
دعوی عیسویت کا کیا تھا میران نے کہا کہ تجھکو عیسی کسنے کیا تجکو مہدی کسنے کیا مان تیری فلانی تھی عیسی
فرزند مریم کے ہونگے اگر تو دعوی عیسی کا کریگا کافر ہو جاویگا بعد چند روز کے شیخ بھیک نے اس دعوے سے رجوع کیا
میران نے کہا کہ بالاے آسمان سے کیونکر نیچے گئے بعدہ فرمایا کہ مقام تھا بدخلقی چہارم یہ بھی دوم اور سوم کی قسم سے
ہی اور جو کچھ اونکو لازم تھا اسکو بھی لازم ہی وہ یہ ہی کہ کتاب تحفضائل مین فضائل سید محمود مین منقول ہی کہ عادت
حضرت میران کی یہ تھی کہ بلاناغہ نماز جمعے کے واسطے جایا کرتے تھے ایک جمعے کو بدستور سابق جامع مسجد مین
آکر نیت نماز وتر کی باواز بلند باندھی وہان کے قاضی خطیب نے سنکر کہا کہ یہ ذات مہدی موعود ہی سنتے اتباعت
محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی کی کہ نماز وتر کی ادا کی جمعے سے رخصت ہوا اس مرد کو دوسرا جمعہ نصیب نہوگا جب حضرت
میران وہان سے روانہ ہوئے قاضی خطیب نے سامنے آکر پوچھا کہ تولد خوندگار کا کس روز ہی اور دعوی خوندگار کا
کس روز اور موت خوندگار کی کس روز ہی فرمایا کہ روز دوشنبے کو پس دونون نے مع اتوابع ولواحق کی تصدیق
کرکے صحبت اختیار کی جب وہان سے مراجعت کی اثناے راہ سے بیماری شروع ہوئی کہ وجود گرم
ہوا انتہی ملخصا روز تولد اور روز دعوی مہدویت البتہ معلوم ہو سکتا ہی کہ مقدمات گذشتہ سے تھا لیکن روز موت
امر غائب ہی وہ کسطرح معلوم ہو سکتا ہی وہان قیاس وتخمین کو دخل نہین ہی کما تدری نفس ماذا تکسب غدا
وما تدری نفس بای ارض تموت یعنی اور نہین جانتا کوئی نفس کہ کیا کریگا کل اور نہین جانتا کوئی نفس کہ کس زمین مین
مریگا لیکن شیخ بخلاف آیت مذکورہ کے جرأت کرکے اوسکو بھی روز تولد اور دعوے پر قیاس کرکے بطور قیاس الغائب
علی الشاہد کے معین کر دیا کہ روز موت بھی روز دوشنبہ ہی لیکن غیرت الہی نے اس جرأت کو ناپسند فرما کر اس
دعوے کا جھوٹھ آشکار کر دیا کہ اوسی ہفتے مین بروز پنجشنبہ اونکی روح کو قبض فرمایا چنانچہ شواہد الولایت اور
مطلع الولایت وغیرہ مین موجود ہی کہ انتقال انکا روز پنجشنبہ کو نوزدہم ذی القعدہ سنہ ۹۱۰ نہصد دہم مین ہوا نہ روز
دوشنبے کو بدخلقی پنجم انصاف نامے کے باب ہفتم مین منقول ہی کہ میان خوندمیر نے کرات ومرات روایت کیا ہی کہ میران نے

تمام قرآن مین کسی آیت کو منسوخ نرکھا ہی انتہی یہ اعتقاد شیخ مذکور کا بھی مخالف قرآن کے ہی اسواسطے کہ اللہ تعالی خود نسخ کا اقرار فرماتا ہی اور پیران کو انکار ہی چنانچہ سورۂ بقرہ مین ارشاد فرمایا کہ مَا نَنْسَخْ مِنْ اٰيَةٍ اَوْ نُنْسِهَا نَاْتِ بِخَيْرٍ مِّنْهَآ اَوْ مِثْلِهَا اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ یعنی جو کہ منسوخ کرتے ہین ہم کوئی آیت یا بھلا دیتے ہین ہم اوسکو لاتے ہین ہم بہتر اوس سے یا مانند اوسکے کیا تجکو معلوم نہین ہی کہ اللہ ہر چیز پر قادر ہی اور سورۂ نحل مین فرمایا اِذَا بَدَّلْنَآ اٰيَةً مَّكَانَ اٰيَةٍ وَّاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا يُنَزِّلُ قَالُوْٓا اِنَّمَآ اَنْتَ مُفْتَرٍ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ یعنی اور جب بدلتے ہین ہم ایک آیت بجاے دوسری آیت کے اور اللہ بہتر جانتا ہی جو اوتارتا ہی تو کہتے ہین کفار نہین ہی تو مگر مفتری بلکہ اکثر اونمین لا یعلم ہین ان دونون آیتون مین نسخ کا ذکر ہی فرق اتنا ہی کہ پہلی مین لفظ نسخ انساء کر تعبیر کی گئی اور دوسری مین بلفظ تبدیل اوسی مضمون واحد کو ادا فرمایا اور سورۂ رعد مین فرمایا يَمْحُوا اللّٰهُ مَا يَشَآءُ وَيُثْبِتُ وَعِنْدَهٗٓ اُمُّ الْكِتٰبِ یعنی محو کرتا ہی اللہ جو چاہتا ہی اور ثابت رکھتا ہی اور اوسکے پاس ہی اصل کتاب انتہی ان آیات ثلثہ مین سے سورۂ نحل کی اول واحکم ہی مقصود پر اسواسطے کہ اول مین تعلیق ہی اور ثالث مین تعمیم ہی بالجملہ بنص قرآنی نسخ ثابت ہوا اسیواسطے جمہور مسلمین اعتقاد رکھتے ہین کہ نسخ جائز ہی عقلا اور واقع ہی سمعا البتہ یہود اور مشرکین عرب کو نسخ سے انکار تھا کہ کہتے تھے دیکھو محمد اپنے اصحاب کو آج ایک بات کا حکم کرتے ہین اور کل کو اوس سے رجوع کر کے اوسکے برخلاف حکم کرتے ہین چنانچہ اونکی رد کے واسطے اللہ تعالی نے یہ آیات نازل فرمائین اور فرمایا یہ طعن کرنیوالے جاہل ہین کہ حکمتون نسخ سے بیخبر ہین اور یہود دو فرقے تھے بعضے جواز نسخ کے عقلا منکر تھے اور بعضے جواز عقلی کے قائل تھے لیکن سمعا جائز نہین جانتے تھے اور اس مسئلے مین گویا کہ خوشہ چین انکا مسلمانون مین سے ایک شخص ابو مسلم بن بحر ہی کہ قرآن مین وقوع نسخ کا منکر ہی اور اوسکے قدم بقدم شیخ جونپوری نے رکھا کہ قرآن مین کسی آیت کو منسوخ نہ ٹھہرایا حالانکہ جا بجا قرآن مین ناسخ و منسوخ موجود ہی اور یہ بھی ایک قدرت حضرت معبود ہی چنانچہ فرماتے ہین کہ اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ بنا علیہ متقدمین کے نزدیک بقدر پانسو آیت کے کلام مجید مین منسوخ الحکم تلاوت مین موجود ہی اور متاخرین کے نزدیک بسبب اختلاف اصطلاح نسخ کی معدودے چند سے زیادہ نہین ہی چنانچہ شیخ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے بمطابقت قاضی ابو بکر بن العربی کے منسوخات سلف مین سے منقح کر کے بیس آیات منسوخ ٹھہرائی ہین اور شاہ ولی اللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اونمین سے بھی تنقیح و تفتیش کر کے کل پانچ آیات منسوخ ٹھہرائی ہین کہ اونمین بے نسخ کے قائل ہوئے نہین بنتا ہی وہ آیات خمسہ یہ ہین اول كُتِبَ عَلَيْكُمْ اِذَا حَضَرَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ الایۃ منسوخ ہی ناسخ اسکی آیت يُوْصِيْكُمُ اللّٰهُ فِيْٓ اَوْلَادِكُمْ الایۃ اور حدیث لا وصیۃ لوارث اور اجماع امت

دوم اِن یکُن مِّنکُم عِشرُونَ صَابِرُونَ الآیہ منسوخ ہی اور اسکے بعد کی آیت اسکی ناسخ ہی سوم لَا یَحِلُّ لَکَ
النِّسَآءُ مِن بَعدُ الآیہ منسوخ ہی اور ناسخ اسکی یہ آیت ہی کہ اِنَّآ اَحلَلنَا لَکَ اَزوَاجَکَ الّٰتِی الآیہ چہارم اِذَا
نَاجَیتُمُ الرَّسُولَ فَقَدِّمُوا الآیہ منسوخ ہی اسکے بعد کی آیت اسکی ناسخ ہی پنجم قُمِ الَّیلَ اِلَّا قَلِیلًا الآیہ منسوخ ہی
اور آخر سورت اسکی ناسخ ہی بیان اسیقدر کلام اجمالی کافی ہی اسواسطے کہ مغایرت مقام مانع تفصیل ہی بدعتی حنفی
ششم تحریف آیات قرانی باب تحریف کا اس قوم میں نہایت شائع و رائج ہی کہ بلا خوف و خطر اسکو اپنا پیشہ مقرر کیے ہیں
کہ جیسا دل چاہتا ہی ویسا آیات الٰہی کے معنی میں تغییر و تبدیل کر لیتے ہیں بلکہ بعض وقت الفاظ کی تغیر بھی کر دیتے
ہیں پس تحریف لفظی و معنوی دونوں انمین موجود ہیں اور اس کثرت سے ہیں کہ شمار اوسکا مشکل ہی کیونکہ ہر کہ و مہ کا
یہ روزمرہ ہی مگر بیان بطور نمونے کے چند مثالیں اوسکی مذکور ہوتی ہیں تاکہ اوسپر باقی کو قیاس کر لیا جاوے و اندک
دلیل بسیاری باشد و مشتے نمونہ از خروارے **تحریف اول** پنج فضائل میں ہمین عبارت منقول ہی **نقل است**
حضرت میران در حق میران سید محمود سورۂ والنجم بہ خصال فرمودہ اند بدین عبارت فَاَوحٰی اِلٰی عَبدِہٖ مَآ اَوحٰی
بھائی میران سید محمود مَا کَذَبَ الفُؤَادُ مَا رَاٰی بھائی میران سید محمود اَفَتُمٰرُونَہٗ عَلٰی مَا یَرٰی بھائی میران
سید محمود وَ لَقَد رَاٰہُ نَزلَۃً اُخرٰی بھائی میران سید محمود عِندَ سِدرَۃِ المُنتَہٰی بھائی میران سید محمود
عِندَھَا جَنَّۃُ المَاوٰی بھائی میران سید محمود اِذ یَغشَی السِّدرَۃَ مَا یَغشٰی بھائی میران سید محمود مَا زَاغَ
البَصَرُ وَمَا طَغٰی بھائی میران سید محمود لَقَد رَاٰی مِن اٰیٰتِ رَبِّہِ الکُبرٰی بھائی میران سید محمود انتہی اہل
انصاف پسند پر ظاہر ہی کہ اس مقام میں کسقدر ظلم و حق پوشی عمل میں آئی ہی کجا آیات اور کجا سید محمود بن سید محمد جونپوری
کہ ہر آیت کا دنبالہ اوسکو بنا دیا کہ نہ روایت کے مطابق نہ درایت کے موافق روایت کا حال خود اظہر من الشمس ہی
کہ باتفاق روایات ان آیات میں تذکرہ حضرت رسالت پناہ کا ہی نہ سید محمود کا اور درایت بھی اسی پر دال ہی کہ صدر
کلام میں حضرت رسالت پناہ اور جبرئیل کا ذکر ہی کہ وَالنَّجمِ اِذَا ھَوٰی مَا ضَلَّ صَاحِبُکُم وَمَا غَوٰی وَمَا
یَنطِقُ عَنِ الھَوٰی اِن ھُوَ اِلَّا وَحیٌ یُّوحٰی عَلَّمَہٗ شَدِیدُ القُوٰی ذُو مِرَّۃٍ فَاستَوٰی وَھُوَ بِالاُفُقِ
الاَعلٰی ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰی فَکَانَ قَابَ قَوسَینِ اَو اَدنٰی فَاَوحٰی اِلٰی عَبدِہٖ الآیات قسم ہی تارے کی
جب گرے بہکا نہیں تمہارا رفیق یعنی پیغمبر اور نہ راہ نہیں چلا اور نہیں بولتا اپنے چاہ سے نہیں ہی وہ مگر
وحی کہ وحی کے جاتے ہی سکھایا اوسکو سخت قوت والے نے زور آور نے پھر سیدھا بیٹھا اور وہ تھا اونچے
کنارے آسمان پر پھر نزدیک ہوا اور لٹک آیا پھر رہگیا فرق دو کمان کا میانہ یا اوس سے بھی نزدیک پھر حکم بھیجا

اللہ نے اپنے بندے پر آخر آیات تک انتہی صاحبکم سے مراد محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہین کہ مصاحبت ساتھ مخاطبین کے اونھین کو تھی نہ سید محمود کو کہ صد ہا برس کے بعد پیدا ہوا اور شدید القوی سے جبرئیل مراد ہین پس باقی آیات مین بقرینۂ سیاق وسباق کے حضرت جبرئیل مراد ہین نہ سید محمود طرفہ یہ کہ بعضی جا پر سید محمود کا جوڑ ایسا بے موقع ہی کہ اطفال مکتب بھی ناپسند کرینگے چنانچہ یہان پر کہ عندہا جنة الماوی یعنی نزدیک سدرة المنتہی کے جنت الماوی ہی یہان ہا ضمیر مؤنث راجع طرف سدرہ کے ہی سوا اوسکے کوئی ضمیر نہین ہی کہ سید محمود کیطرف راجع ہووے پس وہان پر جوڑ بھائی میران سید محمود کا کیونکر درست ہوا علی ہذا القیاس دوسری آیات مین بھی یہ جوڑ نہایت نامعقول ہی کہ کوئی صاحب فہم پسند نکریگا **تحریف دوم** شواہد الولایت کے باب ہفتدہم مین لکھا ہی کہ شیخ جونپوری نے اپنے خلیفہ خوندمیر کو فرمایا کہ حضرت مصطفی نے خدا تعالی سے واسطے نصرت ولایت اپنی کے ناصر مانگا تھا کہ وَاجْعَلْ لِّيْ مِنْ لَّدُنْكَ سُلْطَانًا نَّصِيْرًا یعنی اور بنا دے مجکو اپنے پاس سے ایک حکومت مددگار مراد ذات تمھاری ہی اوسوقت مین عمر میان خوندمیر کی اٹھارہ برس کی تھی انتہی سلطانا نصیرا سے مراد خوندمیر لینا نہ عقلا درست ہی نہ نقلا نقلا ظاہر ہی کہ کسی روایت مین اسکا ذکر نہین ہی اسواسطے کہ مجاہد نے کہا کہ مراد سلطانا نصیرا سے دلیل واضح ہی اور حسن بصری نے کہا کہ مراد یہ ہی کہ ایک بادشاہ قوی میرے تابع کردے کہ بسبب اوسکے اعداے دین کو شکست دیوین اور دین الٰہی کو قائم کرین موافق اس سوال کے اللہ تعالی نے وعدہ کیا کہ ملک فارس اور روم وغیرہ کا تمکو دیا جاویگا چنانچہ ویسیہی ہوا اور عقلا اسواسطے کہ سلطان نصیر کے معنی یہ ہین کہ صاحب سلطنت اور نصرت ہو اور خوندمیر ایک شخص فقیر تھے کہ ہمیشہ مقہور ومغلوب سلاطین کے رہے یہان تک کہ آخر کو مع رفقا وتوابع کے بحال لاچاری مارے گئے اور منصور نہوے پھر ناصر کیا ہو سکتے ہین اور ولایت کے سلطان نصیر ہونے کے واسطے حضرت جناب شاہ ولایت کہ جنسے تمام دنیا مین فیض ولایت منتشر ہوا اور کرورہا اولیا واغواث وابدال واقطاب اونکے نور فیض سے مستفید ہوے کیا کم تھے کہ میان خوندمیر کی درخواست کی جاتی مگر سبب ایسے کلمات کہنے کا بجز اسکے اور کیا ہوسکتا ہی کہ حضرات صحابہ اور ائمۂ اہل بیت کے انوار ولایت سے اطلاع نہین ہی کہ خوندمیر وغیرہ کی ولایت کو اونسے افضل اور نادر جانتے ہین اگر شمہ بھی اون حضرات کے مقامات کو پہچانتے ایسے لایعنی سخن زبان پر نہ لاتے **تحریف سوم** پنج فضائل مین لکھا ہی کہ حضرت میران نے فرمایا اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ عَلَى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالْجِبَالِ مراد سموات سے انبیا ہین اور مراد ارض سے اولیا ہین اور مراد جبال سے علما ہین فَاَبَيْنَ اَنْ يَّحْمِلْنَهَا امر القتال وَاَشْفَقْنَ مِنْهَا وَحَمَلَهَا الْاِنْسَانُ

میان سید خوندمیر اِنَّهٗ کَانَ ظَلُوْمًا جَهُوْلًا انتہی سبحان اللہ میران نے آیت کے معنی کیا بیان کیے کہ زمین و آسمان کے قلابے ملا دیے شاید کہ میران کے نزدیک قرآن عربی زبان نہین ہی کہ لغت و محاورہ عرب کے موافق اوسکے معنی بیان کیے جاوین بلکہ جیسا خیال لگ جاوے ویسے معنی کر دینا ورنہ ایسے نے محاورہ معنی نکرتے کیونکہ زبان عرب مین لفظ انسان البتہ بسبب عموم معنوی کے شامل انبیا و اولیا و علما کو ہی نہ یہ کہ سموات کے معنی انبیا ہووین اور ارض کے معنی اولیا ہووین اور جبال کے معنی علما ہووین اور انسان فقط میان خوند ہی ہووین اور یہ قباحت میران کے خیال مین نہ آئی کہ جبکہ انسان سے مراد خاص خوندمیر ہوئے تو اِنَّهٗ كَانَ ظَلُوْمًا جَهُوْلًا کی ضمیر بھی خاص اونھین کی طرف راجع ہوئی پس ظلوم و جہول اونھین کا لقب ٹھہرا صلاح نشد بلا شد مدح کا ارادہ تھا سو ہجو ہو گئی دوسری صریح غلطی یہ ہوئی کہ حملہا کی ضمیر طرف امر قتال کے راجع کی پس ضرور ہوا کہ امانت سے مراد امر قتال ہووے کہ انبیا و اولیا و علما نے اوسکے اوٹھانے سے انکار کیا اور خوندمیر نے اوسکو اوٹھا لیا حالانکہ ہزارہا سال سے انبیاے اولوالعزم اور اولیاے کملین اور علماے حقانی ہمیشہ راہ خدا مین جہاد و قتال کرتے ہین خصوصًا حضرت خاتم الرسالت اور انکے حامیان دین نے کہ اونکا بڑا اہم کام یہی ہی کہ ہمیشہ جہاد و قتال پر کمر بستہ ہو کر کسقدر جانفشانی کی ہی کہ شرق سے غرب تک خدا کا دین پھیلا دیا کہ اظہر من الشمس ہی میان خوندمیر نے کونسا ایسا بڑا قتال کیا کہ مستحق اس منقبت کے ہوئے کہ مدعی کی پیرشدی چند آدمیون کے ساتھ گجرات مین مسلمانون سے دو روز لڑے کہ ایک روز کی جنگ مین آنکھین پھوٹ گئین اور دوسرے روز کی جنگ مین کل پچاس ساٹھ آدمیکے ساتھ مارے گئے کہ اوس جنگ سے نہ کچھ اسلام کی تائید ہوئی نہ کوئی ملک کفار کا دار الاسلام مین داخل ہوا بلکہ انھین کے چند فقراے ہمراہی تباہ و خوار ہو گئے اور آیت مذکورہ کے معنی صحیح یہ ہین کہ تحقیق ہمنے عرض کیا امانت کو آسمانون اور زمین اور پہاڑون پر پھر ان سب نے انکار کیا اوسکے اوٹھانے سے اور اوس سے ڈر گئے اور اوٹھا لیا اوسکو انسان نے تحقیق وہ ہی بڑا ناترس اور نادان انتہی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما وغیرہ صحابہ و تابعین نے فرمایا کہ مراد امانت سے اطاعت و فرائض الٰہی ہین کہ جو اپنے بندون پر فرض کیے ہین انکو آسمان و زمین و جبال پر پیش کیا بطور تخییر کے کہ اگر تمہارا دل چاہے اس امانت کو اوٹھاؤ لیکن اگر اسکو برابر ادا کروگے ثواب پاؤگے اور اگر ضائع کروگے عقاب پاؤگے اونھون نے عرض کیا کہ ای پروردگار ہم تیرے امر کے مسخر ہین گے ہم ثواب و عقاب نہین چاہتے ہین پھر حضرت آدم سلام اللہ علیہ کو فرمایا کہ ای آدم تو اس امانت کو اوٹھا دیگا انھون نے بسر و چشم کر کے اوٹھا لیا اللہ تعالی نے فرمایا کہ یہ تمہاری اور تمہاری اولاد کی گردن پر قیامت تک رہیگی اور معنی ظلوم کے

یہ ہین کہ اپنے نفس پر ظلم کیا اور جہول کے یہ معنی کہ انجام کار اور عاقبت امر اس بار گران سے وے بیخبر ہے شعر آسمان
بار امانت نتوانست کشید × قرعۂ فال بنام من دیوانہ زدند × اور یہ بھی معلوم ہے کہ ظلم اور جہل کا ظہور حقیقت مین
اولاد آدم مین سے اونھین کے حق مین ہی کہ جنھون نے اس امانت کو ضائع کیا خصوصاً منافقین و منافقات و مشرکین
و مشرکات مین بخلاف مومنین و مومنات کے کہ جب اونھون نے ادائے امانت مین حتی الوسع کوشش کی مستحق التفات الٰہی
اور مغفرت و رحمت نامتناہی کے ہوئے چنانچہ بعد اس کے فرمایا لِیُعَذِّبَ اللّٰہُ الْمُنَافِقِیْنَ وَالْمُنَافِقَاتِ
وَالْمُشْرِکِیْنَ وَالْمُشْرِکَاتِ وَیَتُوْبَ اللّٰہُ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَکَانَ اللّٰہُ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا اور میران
کے معنی مین ایک یہ بھی خلل زائد ہی کہ جب انسان سے خاص خوندمیر مراد ہوئے تعلق لیعذب اللہ الایہ کا نے معنی
ہو جاتا ہی تحریف چہارم شواہد الولایت کے باب بست و ہفتم مین لکھا ہی کہ میران نے فرمایا کہ بھائی خوندمیر
فرمان حق تعالی کا ہوتا ہی کہ اِنَّآ اَعْطَیْنٰکَ الْکَوْثَرَ مین کوثر سے مراد ذات تمھاری ہی اور اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ
وَالْاَرْضِ آخر رکوع تک تمھارے حق مین ہی غرض اسیطرح یہ داستان بہت دراز ہی ایک تحریف لفظی انکے
خلیفہ کی بیان کر کے مختصر کی جاتی ہی پنج فضائل مین لکھا ہی کہ ایکروز انکے خلیفہ دلاور کے سامنے یوسف نے وقت
وعظ کے سورۂ اخلاص پڑھا جب لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ پر پہونچا دلاور نے کہا یَلِدُ یُوْلَدُ پھر یوسف نے کہا
لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ کہا یَلِدُ یُوْلَدُ عبد الملک نے کہا یوسف چپ ہو میانجی ولایت کا شرف بیان کرتے ہین جو
کہتے ہین سو حق ہی انتہی سبحان اللہ و تعالی عما یقول الظالمون علواً کبیراً قرآن با بسم اللہ سے سین ناس تک
متواتر و قطعی ہی اگر کوئی ایک حرف کا بھی انکار کرے کافر ہو جاتا ہی یہ کیا اندھیر ہی کہ ایسی آیت کہ حق تعالی
کے وصف مین وارد ہی کہ نہ اوسنے کسیکو جنا ہی اور نہ وہ کسی سے جنا گیا اور یہ شخص اوسکا انکار باصرار و تکرار کرتا ہی کہ یلد
یولد ہی پس یہ معنی ہوئے کہ خدا تعالی جنتا بھی ہی اور جنا بھی گیا یعنی اوسکو اولاد بھی ہی اور اوسکے ماں باپ بھی ہین
سبحانہ و تعالی عما یشرکون ملاحظہ کرنے کا مقام ہی کہ یہ دلاور بڑے خلیفہ کامل و مکمل شیخ جونپور کے ہین انکے فہم
و اعتقاد کا یہ حال ہی کہ حق سبحانہ و تعالی کی جناب مین اسقدر بے باک ہین وائے بر حال دیگران اور اس بیان
تحریفات سے حال شیخ و خلیفہ کی قرآن فہمی کا بھی بخوبی واضح ہو گیا کہ اسی فہم و قرآن دانی پر فرماتے تھے کہ جو
تفسیر بندے کے بیان کے موافق ہو وے وہ معتبر ہی و غیر سبحان اللہ یہ حال ہی اور یہ قال ہی کتب سماویہ مین تحریفات
لفظیہ و معنویہ کرنا پیشہ اہل کتاب کا ہی خصوصاً یہود کا چنانچہ قرآن مجید مین انکی مذمت موجود ہی کہ یُحَرِّفُوْنَ
الْکَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِہٖ الآیۃ بدلتے ہین کلام کو اوسکے ٹھکانون سے آخر آیت تک اور اَفَتَطْمَعُوْنَ

اَنْ یُّؤْمِنُوْا لَکُمْ وَقَدْ کَانَ فَرِیْقٌ مِّنْهُمْ یَسْمَعُوْنَ کَلَامَ اللّٰہِ ثُمَّ یُحَرِّفُوْنَہٗ مِنْ بَعْدِ مَا عَقَلُوْہُ وَھُمْ یَعْلَمُوْنَ یعنی اب
کیا تم مسلمان توقع رکھتے ہو کہ وہ مانین تمھاری بات اور ایک لوگ تھے اون مین کہ سنتے تھے کلام اللہ کا پھر اوسکو
بدل ڈالتے تھے بعد بوجھ جانیکے اور اونکو معلوم ہی انتہی اور معنی تحریف کے تبدیل و تغییر ہین یعنی مائل کر دینا ایک چیز کو
اوسکے حق سے چنانچہ قلم کا قط جب مائل ہوتا ہی اوسکو محرف کہتے ہین اور تحریف یا لفظی ہی یا معنوی لفظی یہ کہ مثلا
قرآن کے الفاظ اصلیۂ آسمانیہ کو بدل دینا جیسا کہ الّا ورسے سرزد ہوا لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ سے دو لم اوڑا دیے اور معنوی یہ کہ معنی
قرآن کو روایت اور قاعدۂ عربیت کے خلاف کرنا چنانچہ انکے شیخ نے کہا کہ سَمٰوٰت کے معنی انبیا اور ارض کے معنی اولیا
اور جبال کے معنی علما کہ یہ معنی نہ زبان عرب کے ہین نہ کسی روایت سے ثابت ہین اور دوسرے تحریفات مذکورۃ الصدر مین
بھی یہی حال ہی اور طرہ یہ ہی کہ ایسے معنی نے موقع پر یہ بھی جابجا بولتے جاتے ہین کہ مراد الٰہی اس سے یہ ہی حالانکہ سب قائل
ہین اس بات کے کہ تفسیر بالرای کفر ہی اور تفسیر اسیکو کہتے ہین کہ مراد الٰہی کا بیان کرنا بطور قطع و جزم کے چنانچہ شیخ مذکور کی غرض
یہی ہی کیونکہ وہ اور اونکے معتقدین اونکے تمام بیانات کو قطعی جانتے ہین اور تاویل اسے کہتے ہین کہ اول معنی مرادی کو
مسلم رکھکر ایک دوسرے معنی بطور احتمال کے بیان کرنا بشرطیکہ لفظ اوسکی محتمل ہووے نہ جیسا کہ شیخ موصوف نے بیان
کیے کہ یہ معنی قابل تاویل ہونیکے بھی نہین ہین چہ جائے تفسیر کی یہ طریقہ فرقۂ باطلۂ باطنیہ کا ہی کہ نصوص کو ظاہر پر محمول نہین
جانتے ہین اور جو دل چاہا سو قرآن و حدیث کے معنی ہین سمجھ لیتے ہین اور یہ فرقہ بالاتفاق گمراہ ہی طرفہ یہ ہی کہ سراج الابصار
سے معلوم ہوتا ہی کہ مہدویہ بھی اس فرقے کو گمراہ کہتے ہین اور نصوص کو ظاہر سے پھیرنا نہایت بد جانتے ہین اور آپ
وہی سب کام باطنیہ کے کرتے ہین بلکہ چند قدم اون سے بھی آگے چلتے ہین چنانچہ باطنیہ کے معنی کو مہدویونکے معنی سے
مقابلہ کر لیجیے باطنیہ کہتے ہین کہ آیت وَالتِّیْنِ وَالزَّیْتُوْنِ وَطُوْرِ سِیْنِیْنَ وَھٰذَا الْبَلَدِ الْاَمِیْنِ مین مراد تین
سے حضرت علی ہین اور زیتون سے فاطمۃ الزہرا اور طور سے حسن مجتبیٰ اور بلد امین سے مہدی قائم بامر اللہ مراد ہین
اور شیخ جونپور کہتے ہین کہ آیت اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَۃَ عَلَی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالْجِبَالِ فَاَبَیْنَ اَنْ یَّحْمِلْنَھَا
وَاَشْفَقْنَ مِنْھَا وَحَمَلَھَا الْاِنْسَانُ یعنی ہمنے دکھائی امانت آسمانونکو اور زمین کو اور پہاڑون کو پھر سب نے
قبول نکیا کہ اوسکو اوٹھاوین اور اوس سے ڈر گئے اور اوٹھا لیا اوسکو انسان نے انتہی مراد سمٰوات سے انبیا ہین اور
ارض سے اولیا اور جبال سے علما اور انسان سے خود میر مراد ہین اب بنظر انصاف دیکھنا چاہیے کہ ان دونون
معنی مین ہرگز فرق نہین جیسا اونکے معنی خارج قانون لغت اور روایت سے ہین ویسے ہی انکے معنی بھی خارج
قانون لغت عرب اور روایت سے ہین پس فرقۂ مہدویہ اور باطنیہ مین کیا فرق ہی سَمُّوْھَا مَا شِئْتُمْ بدخلقی ہفتم

احادیث کاذبہ اور نئے اصل روایت کرنا اور ہر قول کی نسبت طرف حضرت رسالت پناہ کے بلا خطر کر دینا یہ خصلت
مخالف ہی اس حدیث قطعی متواتر المعنی کے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ
مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ یعنی جو شخص کہ جھوٹھ بولا مجہپر قصداً اپس ٹھہراوے جا اپنی آگ مین ملا علی قاری نے اپنے رسالہ موضوعات
مین اس حدیث کے اسناد و طرق روایت باستیعاب تمام بیان کیے ہین اور کہا کہ یہ حدیث متواتر المعنی ہی اور قریب ہی
کہ متواتر اللفظ بھی ہووے اور شیخ جلال الدین سیوطی نے فرمایا کہ اس حدیث کے راوی ایک سو صحابہ سے زیادہ ہین اور
کوئی گناہ کبیرہ ایسا نہین ہی کہ کوئی شخص اہل سنت مین سے اوسکے مرتکب کی تکفیر کیا ہو سوائے اس گناہ کے کہ شیخ
ابو محمد جوینی والد امام الحرمین نے فرمایا کہ جو شخص کہ رسول خدا پر قصداً جھوٹھ بولیگا کافر اور خارج الملت ہو جاویگا اور اس
قول مین امام ناصر الدین مالکی بھی انکے تابع ہوئے اور امام نووی نے شرح مسلم مین کہا کہ جو شخص جانتا ہو کہ یہ حدیث
موضوع ہی یا ظن غالب ہو موضوع ہونیکا اوسپر حرام ہی اوسکا روایت کرنا اور وہ داخل ہی اس وعید مین خواہ وہ حدیث
قسم احکام سے ہو یا ترغیب و ترہیب وغیرہ کی قسم سے ہو یہ سب حرام اور اکبر الکبائر ہی باجماع مسلمین کے انتہی ملخصاً کلام
متعلق اس مقام سے آخر کتاب مین بھی آویگا انشاء اللہ تعالی غرضکہ اس قدر گناہ ہی غلط حدیث روایت کرنا
کہ امام جوینی باوجود اس شدت احتیاط سنن کے تکفیر کے بھی قائل ہوئے اور اکبر الکبائر ہونے مین تو کسیکو شک و شبہہ نہین ہی
اور اس کام کے کرنیوالے کے واسطے دوزخ مقرر ہونا بحدیث قطعی متواتر ثابت ہی با این ہمہ مہدویون کے پیر و مرید
و شیخ و شاب سب اس کام مین مبتلا ہین اور انکی کتابین مثل شواہد الولایت اور انصاف نامے وغیرہ کے اسقدر احادیث
باطلہ سے لبریز ہین کہ حساب و شمار اوسکا دشوار ہی یہان چند مثالین انکے اکابر و پیشواؤن کی فقط بیان کیجاتی
ہین کیونکہ ایک بار روایت حدیث موضوع کی بھی واسطے ابطال حسن اخلاق کے کافی ہی **مثال اول** انصاف نامے
کے باب اول مین لکھا ہی کہ علما نے سوال کیا کہ تم ولایت کو نبوت پر فضل دیتے ہو میران نے جواب دیا کہ بندہ فضل دیتا ہی
یا کہ رسول اللہ نے فرمایا ہی اَلْوِلَايَةُ اَفْضَلُ مِنَ النُّبُوَّةِ بعدہ علما نے کہا کہ ولایت نبی کی نبوت پر فاضل ہی نہ ولایت
دوسرے کی میران نے کہا کہ بندے نے کب کہا ہی کہ بندے کے تئین نبی پر فضل ہی انتہی جواب اَلْوِلَايَةُ
افضل من النبوۃ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نہین ہی کسی کتاب حدیث سے اسکا حدیث ہونا
ثابت نہین ہوتا ہی اور نہ کوئی محدث مستند یا عارف معتمد اسکے حدیث ہونیکا قائل اور فتوحات مین لکھا ہی
کہ کسی عارف کا قول ہی پس قول کسیکا طرف رسول خدا کے نسبت کر دینا اسکو بھی وضع کہتے ہین جیسا کہ شرح نخبۃ الفکر
اور اوسکے حواشی مین لکھا ہی کہ حدیث موضوع کبھی نفس واضع کا کلام ہوتا ہی اور کبھی وضاع دوسرے شخص جیسا کہ

بعض سلف صالحین یا قدمائے حکما کا قول یا اسرائیلیات یعنی روایات بنی اسرائیل سے ایک طرف رسول خدا کے نسبت
کر دیتا ہی یا حدیث ضعیف الاسناد کی اسناد نکال کر دوسری اسناد صحیح اوسکے ساتھ مرکب کر دیتا ہی اور باعث وضع کا یا
بیدینی ہوتی ہی جیسا کہ زندیقین واسطے گمراہ کرنے مسلمین کے احادیث کاذبہ بناتے ہین یا غلبہ جہل سبب ہوتا ہی چنانچہ
بعضے عابد و زاہد لوگ احادیث فضائل اعمال مین وضع کرتے ہین کہ خلق کو عبادت پر رغبت ہووے اور نہایت جہل و نادانی سے
اسکو دینداری جانتے ہین اور یہ لوگ سخت ترین وضاعین ہین کیونکہ جبکہ اسکو دینداری جانتے ہین کبھی توبہ نہین کرتے
ہین اور خلق بسبب انکے زہد و عبادت کے معتقد ہو کر انکے قول پر تقلید و اعتماد کرتی ہی یا سبب وضع کا افراط تعصب
ہوتا ہی یا اتباع ہوئے یا اظہار نوادر و غرائب اور یہ تمام یہ اقسام حرام ہین بالاجماع اور اتفاق ہی اسپر کہ جانکر حدیث موضوع کو روایت
کرنا بغیر بیان اوسکی موضوعیت کے حرام ہی اسواسطے کہ فرمایا ہی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ مَن حَدَّثَ عَنِّي
بِحَدِیثٍ یُرَی اَنَّہُ کَذِبٌ فَھُوَ اَحَدُ الکَاذِبِیْن رواہ مسلم یعنی جو شخص کہ بیان کرے میری طرف سے
کوئی حدیث حالانکہ جانتا ہی کہ وہ جھوٹھ ہی پس وہ ایک جھوٹھون مین سے ہی یعنی جیسا کہ اوسکا بنانے والا جھوٹھا ہی
ویسی یہ سنانے والا بھی جھوٹھا ہی اور رسول اللہ پر جھوٹھ بولنا بہر حال قطعاً اعظم کبائر سے ہی چنانچہ مذکور ہو چکا
اب بیان شیخ جونپوری کے واسطے دو خطا مین سے ایک خطا بالضرور لازم ہوتی ہی یعنی اگر جانتے تھے کہ الولایۃ
افضل من النبوۃ حدیث نہین ہی اور پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیطرف عمداً اوسکو منسوب کر دیا تو مرتکب
اس گناہ کبیرہ کے ہوئے اور اگر نہین جانتے تھے اور بلا عمد غفلت سے روایت کر دیا تو وہ دعوی غلط ہوا کہ مجکو اللہ تعالی
نے تمام مخلوقات کا علم ایسا دیا ہی جیسا کہ دانا رائی کا کیکے ہاتھ مین ہووے اور وہ اوسکی کیفیت پر بخوبی مطلع ہووے
جیسا کہ باب سی و یکم شواہد مین موجود ہی اور یہ کذب باندھنا ہوا خدائے عالم پر یہ بھی اکبر کبائر سے ہی اور اول سے کیا
کم ہی بعنوان دیگر اگر یہ حدیث نہین ہی تو اسکا روایت کرنا بطور مذکور حرام ہوا اور اگر بالفرض حدیث ہی تو یہ کہنا
غلط ہوا کہ صاحب فتوحات نے جو کچھ لکھا ہی لوح محفوظ کے موافق ہی جیسا کہ شواہد مین ہی اسواسطے کہ مذکور ہو چکا
کہ صاحب فتوحات نے اسکو قول بعض العارفین کا قرار دیا ہی اور ظاہر ہی کہ نوشتہ صاحب فتوحات سے وہی نوشتہ مراد
ہی جو کہ شیخ جونپوری کے زمانے مین اونکے نسخ تصانیف متداول موجود تھے اور وہی نسخے اوس زمانے کے لکھے ہوئے
فتوحات وغیرہ کے ابتک موجود ہین اور اون مین مخالفات و مناقضات دعاوی شیخ جونپوری کے بھی موجود ہین
سبحان اللہ طرفہ ماجرا ہی کہ باوجودیکہ ایک حدیث کی روایت کرنے مین بھی صحیح و غلط کا تفرقہ نہین کر سکتے تہین دعوی
یہ ہی کہ احادیث بندے کے احوال کے مطابق کرکے امتحان کر لیا کرو اگر موافق نکلے صحیح ہی ورنہ غلط ہی واللہ المستعان

بیان شیخ جونپوری کے دو خطاؤن کا

علی السوال الثالث **حال دیگر** کہ تقریر بالا مین شیخ نے فرمایا کہ مجھکو نے کب کہا ہی کہ بعد کے تئین نبی پر فضل ہی حالانکہ
مشہور ہی کہ دعوی مساوات کا حضرت خاتم الرسالت کے ساتھہ کیا ہی اور ادس سے لازم آتا ہی دعوی فضل کا ہزارہا
انبیا پر پس انکار غلط ہو لیا وہ دعوی تسویہ بے اصل لوگون نے مشہور کر دیا ہوگا اور خدا کرے الیسئی ہوتا کہ شیخ انکار بالا میں
صادق رہین سنہ لزوم کذب حاضر ہی اور اگر تطبیق یون یون کہ مراد یہ ہی کہ مین بحیثیت ذاتیہ خود نبی پر فضل نہین کہتا
ہون اور بسبب ولایت محمدیہ کے کہ بعینہا مجھہ مین موجود ہی مساوات رکھتا ہون جواب اسکا یہ ہی کہ ولایت محمدیہ اوصاف
نفس قدسیہ محمدیہ سے ہی اور اوصاف و اعراض کا بعینہا منتقل ہونا باتفاق حکما و متکلمین کے محال ہی پس تمہاری ولایت
تمہارے اوصاف نفسانیہ سے ہوئی اب مراد حیثیت ذاتیہ سے کیا ہی اگر ماہیت انسانیہ مراد ہی تو کلام بے معنی ہی
کیونکہ ماہیت انسانیہ مین سب افراد متساوی الاقدام ہین حتی کہ انبیا بھی فرماتے ہین کہ انما انا بشر مثلکم اوس
نظر سے کوئی عاقل کسیکو کسی پر تفضیل نہین دیتا ہی پس مراد حیثیت ذاتیہ سے لامحالہ یہی ہوتا کہ مین اپنے اوصاف
ذاتیہ کی راہ سے اپنے تئین نبی پر فضل نہین دیتا ہون پھر اونھین اوصاف کی راہ سے دعوی تسویہ کا کرنا کہ
جس سے ہزارہا انبیا پر فضل لازم آتا ہی غلط ہوا یا یہ انکار غلط ہوا بہر حال گاہی چنین گاہی چنان سے گریز نہین ہی
اشکال دیگر یہ کہ اگر بالفرض ولایت افضل ہووے نبوت سے اور بالفرض تمہاری ولایت حضرات انبیا کی
ولایت سے کیفیت مین برابر ہووے جب بھی مساوات نہین ہوسکتی ہی کیونکہ نبوت تشریعی کہ فی نفسہا فضیلت
عمدہ ہی وہان نبی مین موجود ہی وہ مرجح پڑے گی تفضیل حضرت رسالت مآب کی پس تسویہ بہر حال باطل ہی یہان اسیقدر
کافی ہی زیادہ تفصیل بحث تسویہ مین آویگی انشاء اللہ تعالی **مثال دوم** صاحب شواہد الولایت آغاز باب اول مین
لکھتا ہی کہ بندگی میر سید خوندمیر نے بعض الآیات (نام کتاب) مین لکھا ہی کہ قال النبي صلی الله علیه وسلم لکل نبي نظیر في
امته اي مثله ولا یکون مثله الا من کان له درجة عند الله مثل درجة النبي فاذا حصل
له درجة النبي لا بد ان یکون خلیفة في زمانه ولخاتم النبي صلی الله علیه وسلم یکون نظیر
في امته وهو المهدي انتهی کلامه رضي الله عنه انتهی کلام صاحب الشواہد ایک رسالہ ہی خوندمیر کا
مصدر بہ بعض الآیات من القرآن والحدیث فی حق المهدی اوس مین لکھا ہی کہ لکل نبي نظیر في امته
حدیث نبوی ہی یعنی ہر پیغمبر کا ایک نظیر اور ہم درجہ ہوا کرتا ہی اونکی امت مین اور اپنے دوسرے رسالے مشہور بہ مکتوب
ملتانی مین لکھتے ہین کہ از رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خبر آمدہ است بتعیین ختم الاولیا اور سوائے اسکے بعضے اور
احادیث نے اصل بھی روایت کیے ہین چنانچہ حدیث ابي لا اعرف اقوامًا هم بمنزلتي الخ اور حدیث آمد اشواق

لا القاء اخواني يكونون من بعدي شانهم كشان الانبياء الخ ان سب کا اثبات انکے ذمے پر ہی کہ من ادعی فعلیہ البیان حالانکہ آثار کذب و وضع کے نجوبی ظاہر و نمایاں ہین اور غرض انکی ان احادیث سے یہ ہی کہ شیخ جونپوری بلکہ اونکے مریدونکی مساوات وبرابری ساتھ انبیا علیہم السلام کے ثابت کرین اور ظاہر ہی کہ ایسا بڑا مقدمہ کہ خلاف اجماع مسلمین اور مخالف نصوص صحیحہ کے ہی ایسے بے اصل و گمنام روایات سے ہرگز ثابت نہین ہوسکتا ہی لیکن گناہ وضع حدیث کا انکے ذمے ہی اور عجب حیرت ہی کہ لکھتے ہین کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے خبر تعین ختم الاولیا کی آئی ہی حالانکہ یہ خلاف ہی محدثین کے اور صوفیہ کرام کا اتفاق ہی کہ خاتم الاولیا اصطلاح حادث ہی کہ قرون سابقہ مین کہین اسکا ذکر نہ تھا چنانچہ ابن جوزی کی کتاب اثبات مین ہی کہ لفظ خاتم الاولیا کا باطل ہی اور اوسکی کچھ اصل نہین ہی اور شیخ مؤید کی شرح فصوص سے ثابت ہوتا ہی کہ مقام خاتم الاولیا کا ذکر محمد بن علی حکیم ترمذی رحمہ اللہ تعالی کے وقت سے شروع ہوا ہی اور تتمہ مقام بحث تسویہ مین آویگا انشاء اللہ تعالی اگر مہدوی لوگ جواب یون دین کہ شاید ہمارے پیران و میران کو صحت ان احادیث کی برخلاف تمام محدثین کے راہ باطن سے معلوم ہو گئی ہو گی جواب اسکا یہ ہی کہ یہ عین دعوی ہی کہ جسپر اخلاق کو دلیل گردانی تھی اور ہم مانع ہین پس بد اخلاقی کے اب دفع منع یا سند عین دعوی سے نہین ہوسکتا ہی بلکہ اثبات مقدمہ ممنوعہ یعنی حسن اخلاق کا خارج سے کرنا چاہیے موافق داب مناظرہ کے علاوہ یہ ہی کہ میران کی تکذیب بسبب مخالفت کلام فتوحات پھر بھی موجود ہی بد خلقی ہشتم یہ کہ جو فعل کہ حضرت رسالت پناہ نے اپنے خاص گھر مین جاری کیا ہی اور امت کے واسطے بھی روا رکھا ہی اور بعد آن حضرت کے خلفاء راشدین و ائمہ اہل بیت نے بھی اوسپر عمل کیا ہی اوسکو فعل لعین قرار دینا استغفر اللہ العظیم چنانچہ انصاف نامے کے باب نہم مین لکھا ہی کہ میران تعین کو لعین کہا کرتے تھے اور جو نذیر ہمیشہ اپنی وعظ مین بیان کرتے تھے کہ تعین لعین ہی اور باوصف اسکے اگر کوئی کسی جا سے وظیفہ پاتا تھا اور اوسکے لانے کی اجازت مانگتا تھا اجازت دیتے تھے انتہی سبحان اللہ یہ عجب رنگ ڈھنگ ہی کہ بیان عقل انسان کی تنگ ہی یعنی تعین وجہ معاش کو ملعون قرار دینا اور پھر اوسکے لانیکی اجازت دینا یعنی فعل ملعون کو رواج دینا پس قول اور ہوا اور فعل اور ہوا اور اگر حال اوس قول کا ملاحظہ کیجیے تو ظاہر ہوتا ہی کہ کسقدر باطل و بے اصل ہی اسواسطے کہ خود حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم نے محاصل خیبر وغیرہ سے معاش اپنے ازواج مطہرات کا سالیانہ مقرر کر دیا تھا کہ سال بھر کا قوت ہر بی بی کو اوسمین سے مرحمت فرماتے تھے چنانچہ صحیح بخاری مین جابجا اسکا ذکر ہی اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ قبل خلافت تجارت پارچے کی کرتے تھے جب مسند آرا خلافت ہوگئے فرمایا کہ میری قوم کو معلوم ہی کہ میرا پیشہ میرے اخراجات خانگی کو

کافی تھا اب کہ مین مسلمانون کے اس کام مین مشغول ہوا مسلمانونکا کام کرونگا اور آل ابوبکر اس مال مین سے کھاوینگے
پس خرچ یومیہ بیت المال مین سے اپنے واسطے مقرر کرلیا چنانچہ نصف گوسفند مع لوازم و مصالح اوسکے ز بیت المال سے
اونکا روزینہ مقرر تھا اور اسیطرح دوسرے خلفاے راشدین مین سے جسکو حاجت ہوتی تھی اپنا معاش خزانہ بیت المال سے
معین فرماتے تھے اور جسکو حاجت نہوتی تھی وہ فقط حسبۃً للہ کار ریاست کیا کرتے تھے اور امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ
عنہ نے اپنی خلافت مین تمام مہاجرین و انصار اور ائمہ اہل بیت کا سالیانہ خزانہ سرکاری سے مقرر فرمادیا چنانچہ صحیح بخاری مین
ہی کہ صحابۂ بدریین کے واسطے حضرت عمر فاروق نے پانچ پانچ ہزار مقرر کیے تھے اور فتح الباری مین ہی کہ حدیث مالک
بن اوس مین ہی کہ حضرت عمر مہاجرین کو پانچ پانچ ہزار اور انصار کو چار چار ہزار اور ازواج مطہرات مین سے ہر ہر کو بارہ بارہ ہزار
دیا کرتے تھے اور سب بلا انکار اوسکو لیتے تھے بلکہ بعضے تقاضا بھی کرتے تھے چنانچہ حدیث ترمذی مین ہی کہ جب فاروق
اعظم نے حضرت اسامہ بن زید کے ساڑھے تین ہزار درہم مقرر فرمائے اور اپنے فرزند عبد اللہ بن عمر کے تین ہزار مقرر
کیے اونھون نے عرض کیا کہ آپ نے اسامہ کو مجھپر کس وجہ سے تفضیل دی آج تک اوسکو مجھپر کسی مشہد مین سبقت نہین
ہوئی ہی فرمایا وجہ اس تفضیل کی یہ ہی کہ اوسکے باپ کے ساتھ رسول خدا کو تیرے باپ سے بڑھکر محبت تھی اور اسامہ کے
ساتھ حضرت کو تجھسے بڑھکر محبت تھی پس مینے اپنی محبت پر رسول خدا کی محبت کو اختیار کیا انتھی غرضکہ اسیطرح
حضرت امام حسن و حسین و علی مرتضی اور تمام صحابۂ مہاجرین و انصار اور ازواج مطہرات نے اس تعینات کو قبول فرمایا
اور کبھی کسینے اوسکو ناروا و ممنوع نہ کہا بلکہ آج تک امت کا اوسی پر عمل ہی پس اجماع صحابہ سے یہ بات ثابت ہوئی اور
خود شیخ جونپور کا مقولہ ہی کہ منکر اجماع صحابۂ نبوت کافر ہوتا ہی چنانچہ یہ قول انکا چند مقام مین بحوالۂ کتب مہدویہ
منقول ہوچکا ہی پس ایسے اجماعی امر کو ملعون بولنا نہایت نے علمی و بد اخلاقی ہی اور خلق حکمت سے نہایت بعید ہی
شاید کہ منشا اس خطا کا یہ ہی کہ پیران اور خوندمیر ایسا سمجھے ہین کہ وجہ معاش ایک جا سے معین ہونیسے توکل مین
خلل آتا ہی حالانکہ یہ سراسر خطا ہی اسواسطے کہ اگر ہزار جا سے معین ہووے اور آدمی کا اعتماد خدا پر ہووے تو اوس
تعینات پر وہ متوکل ہی اور اگر کہین سے کچھہ معین نہووے لیکن اسکا خیال خلق پر ہووے وہ متوکل نہین ہی کیونکہ
ترک اسباب کا نام توکل نہین ہی بلکہ ترک اعتماد بر اسباب کا نام توکل ہی اسی سبب سے جب کہ ایک اعرابی نے حضرت رسالت
مین عرض کیا کہ ناقے کو توکلاً علی اللہ کھلا چھوڑدون یا کہ باندھون اور توکل کرون فرمایا اِعْقِلْهَا وَتَوَكَّلْ یعنی باندھ
اوسکو اور توکل خدا پر رکھہ اور اوس باندھنے پر بھروسا نکر اسی قصے کی طرف مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ اشارہ فرماتے ہین
کہ مثنوی گفت پیغمبر باواز بلند * بر توکل زانوے اشتر ببند * اور انبیا علیہم السلام ساز و سامان کے آمادہ کرنے مین

شاید کہ منشا اس خطا کا [illegible] توکل [illegible]

کوتاہی نہین کرتے تھے چنانچہ حضرت خاتم الرسالت وقت جنگ کے خود سر مبارک پر رکھتے تھے اور زرہ پہنتے تھے اور تیر و شمشیر و سپر
وغیرہ ہمراہ لیتے تھے اور بہنگام شدت غلبۂ اعدا کے خندق اطراف مدینے کی تیار کروائی تھی اور باوجود این ہمہ اعتماد بجز ذات
حق کے کسی پر نہین کرتے تھے چنانچہ حق سبحانہ نے فرمایا کہ وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ فَإِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ
یعنی صحابہ سے تدابیر جنگ وغیرہ مین مشاورہ کرو لیکن بعد عزم کار کے سر و کار توکل و اعتماد خدا پر رکھو اور وجود اسباب
البتہ مبتدی ناقص کو خلل انداز توکل ہوتا ہی اور منتہی کامل کا وہ مقام ہی کہ کسیقدر اسباب ہوں اوسکی نظر سر مو اوپر
نہین پڑتی ہی اور ہرگز اوسکا دامن توکل غبار آلودہ نہین ہوتا ہی اور یہ مقام اعلی ہی کہ انبیا و مرسلین اور اولیاے
کاملین کو حاصل ہوتا ہی شاید کہ شیخ جونپور اور میان خوندمیر مرتبۂ ابتدا مین تھے اس سبب سے تعین سے گھبراتے تھے
بدخلقی نہم ترک کسب حلال کہ شیخ جونپور اور تمام انکے خلفا کی یہ عادت تھی بلکہ آج تک انکے فقرا و مشایخ مین
یہی التزام ہی کہ کسب حلال کے نزدیک نہین جاتے ہین اور ایسا احتراز کسب حلال سے رکھتے ہین جیسا کہ کوئی حرام چیز سے
اجتناب کرتا ہی لیکن زبان سے اوسکی حرمت کا اقرار نہین کرتے ہین چنانچہ جب کسینے شیخ موصوف سے یا اونکے پیرون سے
اس مقدمے مین سوال کیا تو جواب دیا کہ ہم کسب کو حرام نہین کہتے ہین لیکن ذکر حق فرض ہی اور کسب یا جو چیز کہ مخل ذکر الٰہی ہو
وہ حرام ہی اسواسطے ہم کسب نہین کرتے ہین جواب اسکا یہ ہی کہ یہ حال ناقصین کا ہی کہ کسی کام مین مشغول ہونے سے
خدا کی یاد مین فرق آجاتا ہی اور کاملین کا یہ مقام ہی کہ کسی کام مین مشغول ہووین دل اونکا یاد حق سے غافل نہین ہوتا ہی
کہ دل بیار و دست بکار اور خلوت در انجمن ہمیشہ اونکے واسطے موجود ہی چنانچہ سعدی علیہ الرحمہ فرماتے ہین شعر
اگر یا مال و جاہ ست و زرع و تجارت ٭ چو دل با خدا ایست خلوت نشینی ٭ اور اسکے سمجھنے کے واسطے یہ نظیر بتاتے ہین
کہ جیسا کہ ایک شخص کے دونون ہاتھ مین دو سبو ہے پانی کے ہین اور ایک سبو چہ اوسکے سر پر ہی اور راہ مین اپنے رفقا کے
ساتھ وہ باتین کرتا چلا جاتا ہی اب یہ شخص اتنے کام کرتا جاتا ہی ایک پاؤن سے چلنا دوسرے آنکھ سے راہ کا دیکھنا
تیسرے کان سے باتین سننا چوتھے زبان سے جواب بھی دیتے جانا پانچوین اس سوال و جواب کے مضمون کو سمجھنا
اور باوجود این ہمہ اصل توجہ خاطر اوسکی اور خیال کلی طرف سر کے گھڑے کے ہوتا ہی کیونکہ اندک غفلت مین وہ ضائع ہو جاویگا
پس یہ اشغال کثیرہ اوسکے اس رابطۂ قلبی اور پیوند باطنی مین مخل نہین ہوتے ہین اسیطرح کاملین طریقت اگرچہ صدہا
اشغال ظاہری رکھتے ہین لیکن ایک لحظہ دل اونکا یاد حق سے غافل نہین ہوتا ہی چنانچہ حق تعالی اونکی تعریف
و ثنا فرماتا ہی کہ رِجَالٌ لَّا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَلَا بَيْعٌ عَن ذِكْرِ اللَّهِ یعنی ایسے مرد ہین کہ نہین غافل کرتی ہی اونکو
خرید و فروخت یاد الٰہی سے پس معلوم ہوا کہ نہ شیخ موصوف کو یہ مقام حاصل تھا اور نہ اونکے خلفا کو ورنہ کسب حلال

۹ بدخلقی نہم ترک شیخ مع خلفا وغیرہم کی کسب حلال سے [illegible]

پیشہ انبیا و رسل کا ہی اور صحابہ و اہل بیت اور علمائے مجتہدین اور کمل اولیا اسکو اختیار کیے ہین اسقدر اجتناب کرتے
کہ آج چار سو برس سے ابتک کوئی اسکے نزدیک نہین جاتا ہی اور کسی نے اختیار کیا تو اوسکو درویش تارک نہین سمجھتے
ہین اور اس کام سے ایسا بھاگتے ہین جیسا کہ برہمن گوشت گاؤ سے بھاگتا ہی حالانکہ صحیح احادیث مین اسکی فضیلت
اور تاکید تمام مذکور ہی چنانچہ صحیح بخاری مین ہی کہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما اکل احد طعاما
قط خیر من ان یاکل من عمل یدیہ وان نبی اللہ داود علیہ السلام کان یاکل من عمل یدیہ یعنی کھایا
کسی نے کوئی طعام کبھی بہتر اس سے کہ کھاوے اپنے دو ہاتھ کے عمل سے اور تحقیق پیغمبر خدا داؤد علیہ السلام کھاتے تھے
کسب اپنے سے یعنی کسب انبیا اور مرسلین کی سنت ہی اور داود علیہ السلام زرہ بنا کر اپنا قوت کیا کرتے تھے چنانچہ
اللہ تعالی فرماتا ہی وَاَلَنَّا لَهُ الْحَدِيْدَ اَنِ اعْمَلْ سٰبِغٰتٍ وَّقَدِّرْ فِي السَّرْدِ یعنی اور نرم کر دیا ہمنے او سکے آگے لوہا
کہ بنا کشادہ زرہین اور اندازے سے جوڑ کڑیان انتہی حاشیہ کہ حرفت زرہ بافی کے باب مین امر الہی ہوا کہ بنا کشادہ زرہین
اور ذکر داود ہی مشہور ہی کہ کوہ و حیوان بھی اونکا ذکر سنکر ذکر کرنے لگتے تھے کہ حکم تھا یَا جِبَالُ اَوِّبِيْ مَعَهٗ وَالطَّيْرَ
یعنی ای پہاڑو رجوع سے پڑھو اوسکے ساتھ اور اوڑتے جانور و اور فرزند انکے حضرت سلیمان علیہ السلام باوصف
اوس شان و شوکت سلطنت کے زنبیل و بوریا بنکر اپنا قوت فرماتے تھے اسیطرح ہر ہر پیغمبر کا کچھ حرفہ و کسب تھا
کہ اوس سے اپنی قوت بسری کرتے تھے اور حضرت خاتم المرسلین فرماتے ہین کہ جُعِلَ رِزْقِيْ تَحْتَ ظِلِّ رُمْحِيْ وَجُعِلَ الذِّلَّةُ
وَالصَّغَارُ عَلٰى مَنْ خَالَفَ اَمْرِيْ یعنی مقرر کیا گیا رزق میرا نیچے سایہ نیزے میرے کے اور گردانی گئی ذلت اور حقارت
اوپر اوس شخص کے کہ مخالفت کی امر میرے کی یعنی حضرت کا کسب یہ ٹھہرا کہ جہاد کرنا اور بزور نیزہ و شمشیر رزق پیدا کرنا
اور مہدویون نے اسکی بھی مخالفت کی کہ کبھی سنت جہاد ساتھ کفار کے انکے مہدی نے بعد مہدویت کے اور مہدویون نے
قائم نکی بلکہ اگر جنگ کیا تو مسلمانون سے کیا جیسا کہ حدیث شریف مین خوارج کے حال مین مذکور ہی کہ بت پرستونکو
چھوڑ دینگے اور اہل اسلام کو قتل کرینگے ایسی حال انکا بھی ہی پس اس مخالفتون کے سبب سے ہمیشہ ذلیل و حقیر یعنی
اپنے مخالفین کی رعیت و چاکر بنکر رہتے ہین چنانچہ مشہور ہی کہ چاکروکو کر برابر ہی اور کبھی عزت سلطنت اونمین سے
کیسیکو نصیب نہوئی پس صادق ہوا قول حضرت کا کہ گردانی گئی ذلت اور صغار میرے مخالف امر پر جیسا کہ صحیح
بخاری مین ہی اور ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ نے روایت کیا کہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان
اطیب ما اکلتم من کسبکم وان اولادکم من کسبکم یعنی تحقیق پاکیزہ تر اور حلال تر غذاؤنمین و غذا ہی کہ
اپنے کسب سے کھاؤ تم اور تحقیق اولاد تمہاری بھی کسب تمہارے سے ہی یعنی اگر اولاد کچھ تمہاری خدمت گذاری

کرین وہ بھی ایسا ہی کہ گویا اپنے ہاتھہ کے کسب سے کھایا اور امام احمد نے روایت کیا کہ قیل یا رسول اللہ ای الکسب اطیب قال عمل الرجل بیدہ وکل بیع مبرور یعنی عرض کیا گیا کہ یا رسول اللہ کونسا کسب پاکیزہ تر ہی فرمایا عمل کرنا مرد کا بدست خود اور ہر خرید و فروخت کہ صحیح اور مقبول شرع ہو یعنی اگرچہ اولاد و غلامون کے ہاتھہ سے عمل کسب کروانا بھی اپنا ہی کسب ہی لیکن اپنے ہاتھہ سے مشقت کر کے کھانا اوس سے بھی پاکیزہ تر ہی اور بیع و شرا چاہیے کہ صحیح موافق مسائل فقہیہ کے ہووے اور امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی نے روایت کیا ہی کہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم طلب کسب الحلال فریضۃ بعد الفریضۃ یعنی فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ طلب کرنا کسب کا کہ جس سے رزق حلال ہم پونہچے فرض ہی بعد فرض کے یعنی ایمان و غیرہ فرائض کے بعد کسب حلال بھی فرض ہی اب خیال کیجیے کہ مہدویون کے شیخ اور تمام اونکے فقرا چار سو برس سے تقریبا تارک اس فرض کے ہین اور سب گناہگار خدا کے ہین کہ کسب کہ پیشہ انبیا و مرسلین کا ہی اوسکو چھوڑ کر لقمہ خیرات پر منحصر ہو کر بیٹھہ رہتے ہین

بدخلقی دہم یہ کہ دعوی اہل سنت و جماعت مین ہونیکا کرنا اور مذہب پر خارجیون کے چلنا کہ مرتکب معاصی کو کافر جاننا تفصیل اسکی یہ ہی کہ شرح عقائد نسفی و غیرہ کتابون عقائد اہل سنت مین مصرح ہی کہ اعتقاد اہل سنت کا یہ ہی کہ بسبب کرنے گناہ کبیرہ کے آدمی مومن ایمان سے خارج ہو کر کفر مین داخل نہین ہوتا ہی اور اعتقاد معتزلہ کا یہ ہی کہ مرتکب کبیرہ کا ایمان سے خارج ہو جاتا ہی لیکن کفر مین بھی داخل نہین ہوتا ہی بلکہ درجہ درمیانی مین بین بین رہتا ہی اور اعتقاد خوارج کا یہ ہی کہ آدمی مومن گناہ کبیرہ بلکہ صغیرہ کرنے سے بھی کافر مطلق ہو جاتا ہی اور اسی اعتقاد خوارج کو میران مہدویہ نے بھی پسند فرمایا کہ اشیاے دنیوی اگرچہ حلال و مباح ہون اوس مین مشغول رہنے والے بلکہ اوسکا ارادہ رکھنے والے کو بھی کافر مطلق ٹھہرایا چنانچہ انصاف نامے کے باب پنجم مین لکھا ہی کہ میران نے فرمایا کہ وجود حیات دنیا کفر ہی چنانچہ زنان و فرزندان و اموال و حیوانات و زراعات و عمارات و ملبوسات و ماکولات و غیرہا جو کہ انکا مرید ہو اور انمین مشغول ہو وہ کافر ہی اور جو کہ انکا ارادہ رکھے اور اوس ارادے مین مشغول ہو وہ بھی کافر ہی اگر کوئی شخص اوسکے ساتھہ صحبت کرے یا اوسکے گھر کو جاوے یا اوسکے ساتھہ الفت رکھے وہ ہماری ائن سے نہین ہی یعنی غیر مہدی ہی اور آن محمد سے نہین ہی اور آن خداے تعالی سے نہین ہی انتہی اب سوال یہ ہی کہ زنان و فرزندان و ملبوسات و حیوانات سواری خود میران اور اونکے خلفا کے پاس ہمیشہ رہتے تھے پس اگر فقط وجود ان اشیا کا کفر ہی جیسا کہ آغاز کلام سے معلوم ہوتا ہی کہ کہا وجود حیات دنیا کفر ہی تو نہایت مشکل ہی آن پڑی کہ جس چیز کو آپ کفر بولنا پھر اوسکو اختیار کرنا اور اگر مراد یہ ہی کہ ان اشیا مین مشغول ہو کر یاد الہی سے

۹ بدخلقی دہم دعوی اہل سنت مین ہونیکا کرنا اور مذہب پر خارجیون کے چلنا کہ مرتکب معاصی کو کافر جاننا

غافل ہونا کفر ہی جیسا کہ آخر کلام سے مترشح ہی تو اس ترجیح بلا مرجح کے کیا معنی ہین کہ زنان و فرزندان و ملبوسات و حیوانات
بلا تکلف بسر و چشم اختیار کرنا بلکہ سنت انبیا کی سمجھنا اور زراعات و ماکولات و تجارات وغیرہا اموال کسب و اکتساب
سے اجتناب ایسا کرنا جیسا کہ کوئی حرام و کفر سے احتراز کرتا ہی جیسا اون چیزون کو اختیار کیا تھا ان چیزونکو بھی اختیار
کرنا تھا اور مشغول انمین نہ ہونا تھا جیسا کہ انبیا و مرسلین کرتے تھے چنانچہ ماقبل کی بدخلقی ہین مذکور ہو چکا یہ کیا
معنی ہین کہ آدھے تیتر اور آدھے بٹیر گڑ کھاؤن گلگلون کا پرہیز اور طرفہ ماجرا یہ ہی کہ اس قول پر انکے مذہب والون
مین سے کسی نے عمل نکیا الا ماشاء اللہ و النادر کالمعدوم چنانچہ ظاہر ہی کہ تمام مہدویہ اقسام کے حیلون دنیوی
مثل تجارت و زراعت و نوکری و مزدوری وغیرہ اشغال دنیویہ مین ہمیشہ مشغول رہتے ہین بلکہ اکثر ان مین کے
کسب حلال و حرام مین تمیز نہین کرتے ہین پس یہ سب انکے مہدی کے قول کے موافق کفار و غیر مہدی ہوے
کیونکہ آن مہدی سے نہین ہین گے یہی معنی ہین کہ غیر مہدی ہین یہ سزا اسکی ہی کہ انھون نے اون بزرگ کی پاس خاطر سے
ہمکو سنایا تھا اللہ تعالی نے اونھین بزرگ کو ان پر مسلط کر دیا کہ انکو یک قلم کافر کر دیا الحق ہر کہ خلق خدای را بیازارد
تا دل مخلوقی بدست آرد خدای تعالی ہمان مخلوق را بروی گمارد تا دمار از روزگارش برآرد **بدخلقی یازدہم**
سنت اجابت دعوت کو ترک کرنا چنانچہ باب ہشتم انصاف نامے مین نہایت تاکید ہی کہ دائرے کے باہر موافقین
مذہب کے مکان پر بھی اسطے ضیافت کے نجانا اور اگر طعام اندرون دائرے کے لاتے تھے خلفاے میران بلا تامل
کھاتے تھے انتہی اجابت دعوت طعام سنت حضرت خاتم الرسالہ ہی اور احادیث بکثرت اس باب مین وارد ہین
چنانچہ صحیح بخاری مین ہی کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے لو دُعِیتُ الی کراعٍ لاجبتُ و لو اُھدِیَ
الی کراعٍ لقبلتُ یعنی اگر دعوت کیا جاؤن مین طرف ایک پاچہ کے حاضر ہونگا مین اور اگر ہدیہ بھیجا جاوے
طرف میرے ایک پاچہ البتہ قبول کرونگا مین اور ابو داود نے روایت کیا کہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
من دعی فلم یجب فقد عصی اللہ و رسولہ و من دخل علی غیر دعوۃ دخل سارقا و خرج مغیرا
یعنی جو شخص کہ بلایا گیا طرف طعام کے پس قبول نکیا اور حاضر نہوا بتحقیق نافرمانی کی اوسنے خدا و رسول کی
اور جو کہ داخل ہوا بغیر دعوت داخل ہوا چور کے مانند اور نکلا لوٹیرے کی طرح اور بخاری و مسلم کی حدیث مین
ہی کہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شر الطعام طعام الولیمۃ یدعی لھا الاغنیاء و یترک
الفقراء و من ترک الدعوۃ فقد عصی اللہ و رسولہ یعنی بدترین طعامونکا طعام ولیمہ ہی کہ جسکے واسطے
اغنیا بلائے جاوین اور فقرا چھوڑ دیے جاوین اور جسنے کہ قبول نکیا دعوتکو بتحقیق نافرمانی کی خدا و رسول کی

ف شیخ جونپوری کے اس قول سے کہ زنان و فرزندان و اموال و حیوانات و زراعات و عمارات و ملبوسات و ماکولات وغیرہا کفر ہین اون مین مشغول رہنے والا کافر اور آن مہدی سے نہین ہی لازم آیا کہ مہدویان حال انکے مہدی کے نزدیک کافر و غیر مہدی ہین

ف بدخلقی یازدہم اجابت دعوت کہ سنت موکدہ ہی شیخ جونپوری اور اون کے خلفا ہمیشہ تارک اس سنت کے ہو کر مخالفت احادیث کثیرہ کی کرتے تھے

ان احادیث سے معلوم ہوتا ہی کہ قبول کرنا دعوتکا واجب یا سنت موکدہ ہی اور مسلم کی روایت مین یہ ہی کہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا دعی احدکم الی طعام فلیجب فان شاء طعم وان شاء ترک یعنی جب بلایا جاوے ایک تم مین کا طرف طعام کے پس چاہیے کہ حاضر ہووے پھر اگر چاہے کھاوے اور اگر چاہے نکھاوے یعنی سنت یا واجب اجابت ہی اور وہ نام ہی حاضر ہونیکا اور کھانے نہ کھانیکا اختیار ہی اور اگر عذر روزہ وغیرہ کا نر کھتا ہووے کھانا مستحب ہی اب ملاحظہ کیجیے کہ شیخ جونپور اور اونکے خلفا کو کھانے سے انکار نہ تھا کہ اگر کوئی اندر دائرے کے کھانا لاتا تھا کھا لیتے تھے انکار فقط حاضر ہونے سے تھا اور وہی واجب یا سنت ہی غرض کہ اسی طرح سے بہت سی مخالفت سنت محمدیہ کی انکی ذات مین تھی پس دعوی اتباع تام کا بے معنی محض ہی اور اسی مخالفتون کے تدارک کے واسطے انھون نے قاعدہ گڑھا تھا کہ جو حدیث میرے مخالف ہو وہ نامقبول ہی ایسا ہرگز نہین ہی بلکہ جو فعل تمھارا مخالف حدیث ہو وہ نامقبول ہی اور حدیث مقبول ہی مخالفت احادیث عین بد اخلاقی ہی چنانچہ مسطور ہو چکا مقدمۂ دعوت مین بہت احادیث وارد ہین لیکن زیادہ لکھنا کچھ ضرور نہین ہی کیونکہ خطاب وس قوم سے ہی کہ انصاف و قبول حق کی عادت و خلق نہین رکھتے ہین وَاللّٰهُ یَهْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ **بدخلقی دوازدہم** کہ اس اصل تمام بداخلاقیون کی ہی وہ یہ ہی کہ علم سیکھنے سے منع شدید کرنا چنانچہ انصافنامے کے باب نہم مین لکھا ہی کہ میران علم پڑھنے سے منع کرتے تھے اور کہتے تھے کہ اگر تم لوگ علم رکھتے میری مہدویت کو قبول نکرتے ایک شخص نے پوچھا اگر اجازت ہووے وقت قیلولے کے کچھ مین پڑھ لیا کرون کہا اسوقت بھی مت پڑھو بلکہ سو رہو اور اون کے خلیفہ خوندمیر نے کہا کہ اگر قرآن کو بیشکو نہ و حق تلاوتہ کے طور پر پڑھین جب بھی پردۂ نور ہوتا ہی درمیان بندے اور خدا کے اور یاد خدا سے وہ پردہ پھٹ جاتا ہی اور میران نے کہا کہ قرآن سمجھنے کے واسطے نور ایمان بس ہی انتہی تمہید جواب اخلاق مین بخوبی واضح ہو چکا کہ علم و حکمت اس اخلاق ہی کہ اوسی کے دلالت کے مطابق قوت غضبیہ و شہویہ مہذب کیجاتی ہین اسواسطے کہ جب آدمی کو علم نہوا تمیز درمیان نیک و بد کے نکر سکیگا پس جہل مرکب یا بسیط کا پابند ہو کر اپنی قوت غضب و شہوت خلاف حکمت و شریعت کے مستعمل کر کے خلق سبعی و بہیمی پیدا کریگا اور میران کا یہ قول کہ قرآن سمجھنے کے واسطے نور ایمان کافی ہی نادرست ہی اسواسطے کہ اگر مراد یہ ہی کہ نفس ایمانکا نور کافی ہی تو ظاہر البطلان ہی کیونکہ ہر مومن بے علم قرآن نہین سمجھ سکتا ہی بلکہ اوسکے الفاظ بھی نہین پڑھ سکتا ہی اور اگر مراد یہ ہی کہ نور ایمان کامل کا کافی ہی تو کمال ایمان اعمال پر موقوف ہی کیونکہ بغیر اعمال و الیکو مومن فاسق کہینگے نہ مومن کامل اور صحت اعمال علم احکام و عقائد پر موقوف ہی ورنہ بے علم کیا جانتا ہی کہ دین اسلامی مین کیا کیا کام فرض و واجب و مستحب و مباح ہین کہ اونکو علی حسب المراتب اختیار کرے اور

کیا کیا کام حرام و مکروہ ہین کہ اون سے اجتناب کرے تاکہ کمال ایمانی حاصل ہووے پس نور ایمان کامل نے علم حاصل نہین ہوتا ہی خواہ کتابین پڑھکر علم حاصل کرے یا زبانی علما سے مسائل دینی پوچھکر یاد کر لیوے بہر حال ممانعت علم سیکھنے سے نہایت قبیح ہی اور اوسپر یہ دلیل کہ اگر تم علم رکھتے میری مہدویت کو قبول نکرتے صاف دلالت اسپر کرتی ہی کہ مہدویت انکی سوا جہلا کے اور کسیکے قابل پسند و قبول نہین ہی اور ظاہر ہی کہ جہلا حق و باطل مین کیا تمیز رکھتے ہین کہ اونکی پسند معتبر ہووے وہ کیا جانتے ہین کہ مہدی کیسا ہوگا اور اوسکے کیا علامات ہین انکا پسند کرنا اور علما کا کہ واقف علامات اور احوال مہدی سے ہین ناپسند کرنا دلیل بطلان مہدویت کی ہی شعر صائب چیزی شکند قدر شعر را ٭ تحسین ناشناس و سکوت سخن شناس ٭ اور بیان خوندمیر کہ ذکر کو تلاوت قرآن سے افضل کہا مخالف ہی فرمان خدا اور رسول کے اسواسطے کہ حدیث قدسی ہی کہ قال رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول الرب تبارك وتعالی من شغله القران عن ذکری ومسئلتی اعطیته افضل ما اعطی السائلین وفضل کلام الله علی سائر الکلام کفضل الله علی خلقه رواه الترمذی والدارمی والبیهقی فی شعب الایمان کذا فی المشکوة یعنی فرمایا رسول خدا صلی الله علیه وسلم نے کہ فرمایا ہی رب تبارک و تعالی نے جو شخص کہ باز رکھے اوسکو قرآن ذکر میرے سے اور دعا و سوال میرے سے دیتا ہون مین اوسکو افضل اوس چیز سے کہ دیتا ہون سوال کرنیوالونکو اور بزرگی کلام خدا کی باقی کلامون پر مانند بزرگی خدا کے ہی اپنے مخلوق پر انتہی اور ذکر بھی قسم دعا سے ہی کیونکہ یاد کرنا کنایہ طلب و سوال ہی پس حیث فرمایا کہ سائلین سے افضل دیتا ہون تلاوت کرنیوالے کو اوس مین ذاکرین بھی آگئے جیسا کہ سیاق و سباق کلام کا اسی پر دلالت واضح رکھتا ہی اور بیہقی نے شعب الایمان مین حضرت عایشہ صدیقہ رضی الله عنہا سے روایت کیا کہ فرمایا پیغمبر خدا صلی الله علیه وسلم نے قراءة القرآن فی الصلوة افضل من قراءة القرآن فی غیر الصلوة و قراءة القرآن فی غیر الصلوة افضل من التسبیح والتکبیر والتسبیح افضل من الصدقة والصدقة افضل من الصوم والصوم جنة من النار یعنی پڑھنا قرآن کا نماز مین افضل ہی پڑھنے قرآن سے غیر نماز مین اور علما نے کہا ہی کہ نماز مین بھی تفریق ہی کہ کھڑے ہو کر پڑھنا افضل ہی بعد اوسکے بیٹھکر اور قرآن پڑھنا غیر نماز مین بہتر ہی تسبیح و تکبیر سے علما نے کہا کہ اگرچہ یہ اذکار نماز مین ہووین اسواسطے کہ تسبیح و تکبیر و تحمید و تہلیل تمام جزو قرآن ہین اور قرآن چونکہ کل ہی افضل ہی جزو سے اور تسبیح افضل ہی خیرات مال سے اور خیرات مال افضل ہی روزے سے اور روزہ سپر ہی آتش دوزخ سے پس یہ جو مشہور ہی کہ عبادت مالی افضل ہی عبادت بدنی سے مراد ہی کہ سوا نماز و قراءت قرآن و ذکر کے باقی عبادات سے افضل ہی اور انمین ترتیب مسطور الصدر ملحوظ ہی اور امام احمد

بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہی کہ فرمایا دیکھا مینے رب العزت کو خواب مین پس پوچھا مینے کہ کون سی عبادت
فاضل تر ہی فرمایا تلاوت قرآن بار دیگر مینے پوچھا کہ فہم معنی کے ساتھ ارشاد ہوا بفہم وبلا فہم انتہی اور فضائل علم کے حد
وحساب سے خارج ہین مگر بطور نمونے کے چند آیات واحادیث مسطور ہوتی ہین یَرۡفَعِ اللّٰهُ الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا مِنۡكُمۡ وَالَّذِيۡنَ
اُوۡتُوا الۡعِلۡمَ دَرَجٰتٍ یعنی بلند کریگا اللہ تعالی اونکے جو ایمان لائے ہین تم مین اور ان لوگون کے جو دیے گئے ہین
علم بڑے درجے قُلۡ هَلۡ يَسۡتَوِى الَّذِيۡنَ يَعۡلَمُوۡنَ وَالَّذِيۡنَ لَا يَعۡلَمُوۡنَ یعنی کہو اے محمد کیا
برابر ہوتے ہین وہ لوگ کہ علم رکھتے ہین اور وہ لوگ کہ نہ علم ہین اِنَّمَا يَخۡشَى اللّٰهَ مِنۡ عِبَادِهِ الۡعُلَمٰٓؤُا یعنی نہین ڈرتے
ہین اللہ سے اوسکے بندون مین سے مگر علما اور مشکوۃ مین ہی کہ کثیر بن قیس نے روایت کیا کہ مین مسجد دمشق مین پاس
ابو الدردا رضی اللہ عنہ کے بیٹھا تھا کہ ایک شخص آیا اور کہا کہ اے ابو الدردا مین مدینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے
تمھارے پاس آیا ہون ایک حدیث پوچھنے کے واسطے کہ مینے سنا ہی کہ تم وہ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت
کرتے ہو سوائے اسکے اور کچھ حاجت یہان آنے کی مجکو نہ تھی ابو الدردا نے کہا کہ مینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
سے سنا ہی کہ یقول من سلك طريقا يطلب فيه علما سلك الله به طريقا من طرق الجنة وان
الملائكة لتضع اجنحتها رضا لطالب العلم وان العالم يستغفر له من فى السموات ومن فى
الارض والحيتان فى جوف الماء وان فضل العالم على العابد كفضل القمر ليلة البدر على سائر
الكواكب وان العلماء ورثة الانبياء وان الانبياء لم يورثوا دينارا ولا درهما وانما ورثوا العلم
فمن اخذه اخذ بحظ وافر رواه احمد والترمذي وابو داود وابن ماجة والدارمي وسماه الترمذي
قيس بن كثير یعنی فرماتے تھے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو شخص کہ چلا ایک راہ کہ طلب کرتا ہی اوس مین علم
دین کو چلاویگا اوسکو اللہ تعالی ایک راہ مین راہون بہشت سے اور تحقیق فرشتے رکھتے ہین بازو اپنے واسطے
رضامندی طالب علم کے اور تحقیق عالم کے واسطے مغفرت مانگتے ہین رہنے والے آسمانون کے اور رہنے والے
زمین کے اور مغفرت مانگتی ہین عالم کے واسطے مچھلیان درمیان پانی کے اور مقرر فضیلت عالم کی عابد پر ایسی ہی
جیسے کہ فضیلت قمر کو ہی شب بدر مین دوسرے ستارون پر اور مقرر علما وارث پیغمبرون کے ہین اور تحقیق پیغمبرون نے
دینار و درہم کا ارث نچھوڑا ہی اور سوائے علم کے میراث نچھوڑی ہی پس جسنے کہ سیکھا علم کو پایا نصیب کامل اور ترمذی کی
حدیث مین ہی کہ ذکر لرسول الله صلى الله عليه وسلم رجلان احدهما عابد والاخر عالم فقال
رسول الله صلى الله عليه وسلم فضل العالم على العابد كفضلي على ادناكم ثم قال رسول الله صلى الله

عليه وسلم ان الله وملائكته واهل السموات والارض حتى النملة في جحرها وحتى الحوت في
الماء ليصلون على معلم الناس الخير یعنی ذکر کیا گیا روبرو حضرت رسالت پناہ کے دو مرد کا ایک عابد ہے اور
دوسرا عالم پس فرمایا حضرت نے کہ فضیلت عالم کی عابد پر مانند فضیلت میری کے ہے اوپر ادنی تم صحابہ کے پھر
فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تحقیق اللہ تعالی اور فرشتے اوسکے اور اہل آسمان و زمین یہانتک کہ چیونٹی اپنے
سوراخ میں اور یہانتک کہ مچھلی پانی میں البتہ درود بھیجتے ہین اوپر تعلیم کرنے والے آدمیونکے علم خیر کو اور ترمذی اور ابن ماجہ
کی حدیث مین ہے کہ قال رسول الله صلى الله عليه وسلم فقيه واحد اشد على الشيطان من الف عابد
یعنی فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ایک فقیہ سخت تر ہے شیطان پر ہزار عابد سے اور ابن ماجہ و بیہقی نے روایت
کیا کہ قال رسول الله صلى الله عليه وسلم طلب العلم فريضة على كل مسلم یعنی طلب کرنا علم کا فرض ہے
اوپر ہر مسلمان کے اور دارمی نے روایت کیا کہ سئل رسول الله صلى الله عليه وسلم عن رجلين كانا في بني
اسرائيل احدهما كان عالما يصلي المكتوبة ثم يجلس فيعلم الناس الخير والاخر يصوم النهار ويقوم
الليل ايهما افضل قال رسول الله صلى الله عليه وسلم فضل هذا العالم الذي يصلي المكتوبة
ثم يجلس فيعلم الناس الخير على العابد الذي يصوم النهار ويقوم الليل كفضلي على ادناكم یعنی سوال
کیا گیا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے حال دو مرد کا کہ بنی اسرائیل مین تھے ایک عالم تھا کہ نماز فرض پڑھ لیتا تھا
بعد اوسکے بیٹھتا تھا کہ تعلیم کرتا تھا آدمیونکو خیر کی اور دوسرا روزہ رکھتا تھا دن مین اور نماز مین کھڑا رہتا تھا رات مین
ان دونون مین کون افضل ہے فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ بزرگی اس عالم موصوف الصدر کی اوس عابد کو پر مانند
بزرگی میری کے ہے اوپر ادنی تمھارے کے اور ترمذی نے روایت کیا کہ قال رسول الله صلى الله عليه وسلم
تعلموا الفرائض والقرآن وعلموا الناس فاني مقبوض یعنی سیکھو تم فرائض کو اور قرآن کو اور تعلیم کرو آدمیونکو
اسواسطے کہ مین قبض وفات کیا جاؤنگا اور بیہقی نے روایت کیا کہ سئل رسول الله صلى الله عليه وسلم
ما حد العلم الذي اذا بلغه الرجل كان فقيها فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم من حفظ
على امتي اربعين حديثا في امر دينها بعثه الله فقيها وكنت له يوم القيامة شافعا وشهيدا
یعنی سوال کیا گیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ کیا ہے حد علم کی کہ جب پہونچے مرد اوس حد کو ہووے فقیہ پس فرمایا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو شخص کہ یاد کرے میری امت کے لیے چالیس حدیثین انکے دین کے مقدمے مین
اوٹھاویگا اوسکو اللہ تعالی قیامت مین زمرہ فقہا مین اور ہونگا مین روز قیامت اوسکے گناہون کا شفاعت

کرنیوالا اور نیکیو نکا گواہی دینے والا چنانچہ اسی ثواب کی امید پر محدثین سلف و خلف نے رسائل چہل حدیث کے تصنیف فرمائے ہین اور ابو داؤد اور ابن ماجہ نے روایت کیا کہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم العلم ثلثة آیة محکمة او سنة قائمة او فریضة عادلة وما کان سوی ذلک فهو فضل یعنی فرمایا پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے علم تین ہین آیت محکمہ یعنی کتاب اللہ یا سنت کہ ثابت و صحیح ہی موافق شرائط علم حدیث کے یا فریضۂ عادلہ یعنی احکام کہ مستنبط ہین کتاب و سنت سے باجماع و قیاس کہ برابر ہین جو بیچ عمل مین ساتھ احکام کتاب و سنت کے اور جو علم کہ سواے اسکے ہی وہ زائد ہی انتہی بالجملہ ثابت ہوا کہ علم نہایت عالی چیز ہی کہ کوئی عبادت اسکو نہین پہونچتی ہی اور یہ بھی ثابت ہوا کہ احادیث مذکورۃ الصدر اسی علم ظاہر کی فضیلت مین وارد ہین کہ جسکو علم معاملہ بولتے ہین نہ فقط علم باطن کے حق مین کہ جسکو علم مکاشفہ اور علم لدنی اور علم حقیقت کہتے ہین کیونکہ احادیث مین تاکید تعلیم و تعلم کی ہی اور تعلیم و تعلم اسی علم ظاہر سے متعلق ہی نہ علم لدنی سے کیونکہ علم لدنی کا حال یہ ہی کہ حدیث شریف مین آیا ہی کہ من عمل بما علم ورثه الله علم ما لم یعلم یعنی جو شخص کہ عمل کریگا اوس علم پر کہ جانا اور پڑھا ہی روزی کریگا اوسکو اللہ تعالی علم اوس چیز کا کہ نہ جانا اور نہ پڑھا ہی اور حضرات صوفیہ اس حدیث کی شرح مین فرماتے ہین کہ جب آدمی علم ظاہر پر عمل کرتا ہی اور اوسکے موافق خدا کی عبادت بجالاتا ہی اللہ تعالی اوسکے دل پر ایک دوسرا علم الہام فرماتا ہی کہ اوستاذان ظاہری سے اوسکو نہ پہونچا تھا پھر جب اوس علم ثانی پر عمل کرتا ہی علم ثالث الہام فرماتا ہی اسیطرح ہر علم عمل کا سبب پڑتا ہی اور ہر عمل موجب علم کا ہوتا رہتا ہی پس علم اول علم ظاہر ہی اور وہی اصل و بنیاد ہی ان سب علوم لدنیہ کا اور باقی سب علوم علم لدنی اور علم باطن ہین کہ اوسی علم ظاہر پر عمل کرنے سے حاصل ہوتے ہین چنانچہ آیت واتقوا الله ویعلمکم الله مین اسطرف اشارہ ہی یعنی ورتقوی و پرہیزگاری اختیار کرو اللہ تمکو تعلیم فرماویگا اور دوسری آیت مین ہی کہ والذین جاهدوا فینا لنهدینهم سبلنا یعنی اور جن لوگون نے مجاہدہ اور ریاضت کی ہماری راہ مین بتاوینگے ہم اونکو راہین اپنی پس معلوم ہوا کہ علم باطن فقط موہبت الہی ہی کہ پڑھنے اور سیکھنے سے علاقہ نہین رکھتا ہی اور جس جگہہ سیکھنے اور پڑھنے کی تاکید ہی مراد اوس سے علم ظاہر ہی اور علم ظاہر موقوف علیہ اور بنیاد علم باطن کی ہی کہ جب علم ظاہر پر برابر عمل کیا جاتا ہی علم باطن خود بخود الہام ہوتا ہی کیونکہ درگاہ الہی مین بخل نہین ہی بندے مین قابلیت ہونے کی دیر ہی اور اگر علم ظاہر نہوا تو عمل اوسمین خلل واقع ہوگا پس علم باطن بھی اوسپر مترتب نہوگا اسیواسطے حضرات صوفیہ نے فرمایا ہی کہ ان دونون علمون مین نسبت تن و جان و پوست و مغز کی ہی شعر علم باطن ہمچو مسکہ علم ظاہر ہمچو شیر کی شود بے شیر مسکہ کی شود بے پیر پیر

ف — شرح علم لدنی کی اور بیان اسکا کہ علم باطن بے علم ظاہر کے حاصل کامل نہین ہوتا ہی

پس شیخ جونپور کہ علم ظاہر کے سیکھنے سے منع کرتے ہین گویا کہ تمام علوم لدنیہ کی راہ بند کرتے ہین اور معرفت الٰہی سے
محروم رکھتے ہین ع کہ بے علم نتوان خدا را شناخت ہ اور منشا غلطی کا یہ ہوا کہ سُن پایا ہی کہ حضرت خاتم الرسالت
امی تھے استغفر اللہ چہ نسبت خاک را با عالم پاک یہ نہین جانتے ہین کہ وہان بھی شب و روز جبرئیل واسطے تعلیم کے حاضر تھے
کہ علّمہ شدید القوٰی وغیرہ آیات اسپر دال ہین اور نبوت موہبت الٰہیہ ہی کہ بے سابقہ ریاضت و محنت کے مرحمت
ہوتی ہی بخلاف ولایت کے کہ کسبی ہی کہ اول کسب و ریاضت چاہیے تب حاصل ہووے اور کسب و ریاضت موقوف ہی علم
شرعی پر ہر شخص اپنا قیاس حضرات انبیا پر کسطرح کر سکتا ہی ہر ایک کیواسطے جبرئیل سا معلم کہان سے نصیب ہوگا پس اپنی
اوقات کے موافق کوئی سا علم اختیار کرنا چاہیے اسی سبب سے تمام اولیا اور مشائخ طریقت مانند شیخ عبد القادر جیلانی
و جنید و شبلی و بایزید بسطامی و شیخ شہاب الدین سہروردی و خواجہ معین الدین چشتی و خواجہ بہاؤ الدین نقشبند وغیرہم کے
کہ حساب ونکا مشکل ہی سب علما ہین کہ اول تحصیل علوم ظاہر کی کر کے بعد طریقت مین قدم رکھے ہین اور اگر کوئی بے علم
داخل طریقت ہوا چاہتا تھا پہلے اوسکو علم سیکھنے کا حکم فرماتے تھے اور اگر کوئی شاذ و نادر بجذبہ الٰہی بغیر علم پڑھے
کسی مقام کو پہونچ جاوے وہ شیخ نہین ہوتا ہی جب تک کہ بعد جذب کے علم پڑھکر سلوک اختیار نکرے اور مجذوب سالک
نبنے پس اسکو بعد جذب کے ہنگام سلوک مین علم کی حاجت ہوئی جیسا کہ سالک مجذوب کو تکمیل جذب کے سلوک مین علم کی
ضرورت ہوتی ہی یہ دونون شیخ ہونیکا منصب رکھتے ہین اور مجذوب محض اور سالک محض شیخ نہین ہوسکتا ہی جیسا کہ
عوارف وغیرہ کتابون ائمہ اہل طریقت مین مذکور ہی اور صاحب سراج نے نہایت تعصب بلکہ خجالت سے انکار
اس مقدمے کا کیا اور کہا کہ ہم لوگ علوم کے سیکھنے سے منع نہین کرتے ہین حالانکہ یہ انکار غلط ہی کیونکہ دست اور بیز
خود انکے مہدی کی اس باب مین موجود ہین جیسا کہ مذکور ہو چکین کہ وہ سونے اور تیلولے کو علم پڑھنے پر ترجیح دیتے تھے
اور سخت منع کرتے تھے چنانچہ آغاز قول مین اونکی معتبر کتابون سے منقول ہو چکا بد خلقی سیز دہم اپنے پیغمبر
صلی اللہ علیہ وسلم پر جفا کرنا اور اونکی روح اطہر کو ناخوش کرنا یعنی بیت اللہ کو جانا اور زیارت رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کے واسطے مدینہ طیبہ کو نجانا اور جنکی بدولت کعبے کو پہچانا اور حج کرنا جانا اونکے ساتھ ناشکری و
احسان فراموشی پیش آنا کہ اونکے مرقد اطہر پر حاضر نہونا اور بیگانہ وار مدینے سے روگردان ہوکر فقط مکے سے
حج کر کے واپس آنا اور حضرت کی شفاعت خاص کی کہ واسطے زائر قبر اطہر کے موعود ہی وانکرنا چنانچہ حدیث شریف مین
وارد ہی کہ من زار قبري وجبت له شفاعتي یعنی جسنے زیارت کی میری قبر کی واجب ہوگئی اوسکے واسطے
شفاعت میری اور حضرت کی شرف ملاقات کی قدر نجاننا کہ زیارت قبر اطہر مانند ملاقات حیات کے ہی چنانچہ

حدیث شریف مین ہی کہ من زار قبری بعد وفاتی کان کمن زارنی فی حیاتی یعنی جسنے زیارت کی میری
قبر کی ہوا مانند اوس شخص کے کہ ملاقات کی مجھسے میری زندگی بیناوی مین اور بالغرض اگر جاہل کرنے اس شرف ومنقبت کا
ارادہ نکیا تو نبخش روح اطہر کا بھی خوف نکیا اسواسطے کہ حج کر کے بغیر زیارت شریف کے مراجعت کرنے مین روح متعدس کی
جفا کرنا ہی چنانچہ فرماتے ہین کہ من حج البیت و لم یزرنی فقد جفانی یعنی جسنے کہ حج بیت اللہ کا کیا اور میری
زیارت نہ کی پس تحقیق مجھپر جفا کیا اور علی مرتضی حضرت رسالت پناہ سے روایت کرتے ہین کہ فرمایا من زار قبری بعد
موتی فکانما زارنی فی حیاتی و من لم یزر قبری فقد جفانی یعنی جسنے کہ زیارت کی میری قبر کی بعد موت
میری کے پس گویا کہ ملاقات کی مجھسے میری زندگی مین اور جسنے کہ نہ زیارت کی میری قبر کی پس تحقیق کہ مجھپر جفا کیا
اوسنے چنانچہ شیخ جونپوری نے کہ اپنے تئین بمہدی مشہور کرتے ہین ایسی کیا کہ بیت اللہ کا حج کیا اور بغیر زیارت
حضرت رسالت کے مدینے سے مونہہ موڑ کر ہندوستان کا رستا لیا اور اس عیب کے دبانے کے واسطے یہ حیلہ کیا کہ مجکو
حضرت رسالت پناہ نے فرمادیا کہ میرے پاس مت آؤ سیدھے گجرات کو چلے جاؤ کہ تمھارے دعوی مہدویت کی وعدہ گاہ
ہی اور اوسکا وقت ظہور بھی قریب ہی جیسا کہ مطلع الولایت مین مسطور ہی اور حقیقت مین یہ وہی بات ہی کہ عذر
گناہ بدتر از گناہ اور کذب اس کلام کا ظاہر ہی اسواسطے کہ سفر آمد و رفت مدینے کا کل ایک مہینے کا ہوتا ہی اسقدر دعوی
مہدویت کی کیا جلدی تھے کہ اوس سفر مبارک کو چھوڑ کر تا ختت گجرات کو مقدم رکھا حالانکہ گجرات مین آکر شہر
احمد آباد مسجد تاج خان مین عنقریب دروازہ جمالپور کے اٹھارہ مہینے اقامت کر کے دعوی مہدویت کا سنہ ۹۰۵
نوسنو تین مین دعوی مکہ سے دو برس کے بعد کیا ہی پس ایک مہینے کا سفر مدینہ ترک کرنا بحیلہ دعوی مہدویت کے
اور پھر گجرات مین آکر اس مدت دراز تک دعوی نکرنا نہایت سخن بے وجہ ہی علاوہ یہ کہ دعوی گجرات مین کیا ضرور تھا
کیا مدینے مین دعوی کرنے سے کچھ شرم دامن گیر ہوتی تھی اور طرہ یہ ہی کہ اس کشف مخالف شرع پر عمل کیا اور یہ
خیال نکیا کہ جب حضرت رسالت حالت زندگی مین اپنی زیارت قبر کی اسقدر تاکید فرماوینگے کیونکر بعد رحلت کے لوگون کو
عالم مکاشفے مین زیارت سے منع فرماوینگے زیارت حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی باجماع علماے دین قولاً و فعلاً
افضل سنن اور اکد مستحبات سے ہی قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہین زیارت قبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی
ایسی سنت ہی کہ اوسپر اجماع ہی اور بعض علماے مالکیہ اوسکو واجب لکھتے ہین اور نزدیک امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے
زیارت آنحضرت کی افضل مندوبات اور اکد مستحبات سے ہی قریب بدرجہ واجبات کے اور کثرت سے احادیث اس مقدمے
مین وارد ہین چنانچہ جذب القلوب وغیرہ کتابون مین اسکی تفصیل موجود ہی پس جب ایسے امر اجماعی کے برخلاف کوئی

کشف والہام ہووے اوسپر عمل نچاہیے بلکہ وسوسۂ نفسانی اوسکو سمجھنا چاہیے اور زیادہ تر موجب حیرت یہ ہے کہ

شیخ جونپوری کا بھی یہی اعتقاد ہی چنانچہ شواہد کے چوبیسوین باب مین لکھا ہی کہ میران نے فرمایا ایک شخص کو کہ اوسکو کشف

کہنا نچاہیے کہ رعایت شرع محمدی کی جسمین قائم نہووے پھر فرمایا کہ معلومات تمہاری تنور مین پڑین کہ خلاف شرع

محمدی کے کیا تمنے سبحان اللہ قول یہ اور فعل وہ کفی بنفسک الیوم علیک حسیبا اللہ تعالی فرماتا ہی

اتامرون الناس بالبر وتنسون انفسکم وانتم تتلون الکتاب افلا تعقلون یعنی کیا حکم کرتے ہو

تم لوگونکو نیک کام کا اور بھولتے ہو آپکو اور تم پڑھتے ہو کتاب پھر کیا نہین بوجھتے ہو بد خلقی چہار دہم یہ کہ ارادہ

اتباع سنت محمدی کا کرنا لیکن بسبب کم علمی کے وہ مخالف سنت کے ہوجانا چنانچہ شواہد الولایت کے باب بست و ہشتم

مین لکھا ہی کہ شیخ جونپوری روز انتقال اپنے سو جبکی بی بیون کے گھر مین تھے اور عادت یہ تھی کہ زمین مین میخین واسطے

شناخت وقت نوبت ازواج کے گاڑی تھین جب اون میخون تک سایہ پہونچتا تھا ایک بی بی کے گھر سے دوسری

بی بی کے گھر جانے کی نوبت آتی تھی اوس روز جب سایہ میخ پر پہونچا فرمایا کہ مجکو بی بی ملکان کے گھر مین لے چلو بی بی

ملکان وہان حاضر تھین اونھون نے عرض کیا کہ آپ سختی ہی اور مین خود یہان حاضر ہون اور مینے اپنی نوبت تمکو بخشدی

آپ یہین رہو اور یارون نے بھی یہی مضمون بکمال اصرار عرض کیا میران نے جواب دیا کہ خوب تمنے اپنا حق بخشا لیکن

حد شرع محمدی کی کہ خدا تعالی نے حکم کیا ہی کون شخص بخش سکتا ہی بعد اوسکے پھر دو تین بار بی بی ملکان وغیرہ

نے یہی مضمون عرض کیا لیکن میران نے قبول نکیا اور کہا کہ برادر لوگ ہماری رعایت کرتے ہین لیکن شرع محمدی کی رعایت

نہین کرتے ہین الغرض نمانا اور بی بی ملکان کے گھر مین بہر طور اپنے تئین پونہچایا انتہی میران کی اس حرکت مین

چند قباحتین پائی گئین ایک یہ کہ خلاف حضرت رسالت مآب کے کیا اسواسطے کہ صحیح بخاری کی حدیث ہی کہ

ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یسئل فی مرضہ الذی مات فیہ این انا غدا این انا غدا

یرید یوم عائشۃ فاذن لہ ازواجہ ان یکون حیث شاء فکان فی بیت عائشۃ حتی مات

عندہا یعنی تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے مرض موت مین ہر روز پوچھتے تھے کہ مین کل کس بی بی

کے گھر مین ہونگا اشتیاق تھا نوبت حضرت عائشہ کا ازواج مطہرات نے یہ مطلب سمجھ کر اذن دیا کہ جس جاے

حضرت کا دل چاہے وہان رہین پس حضرت خانۂ عائشہ مین تشریف فرما رہے یہان تک کہ اونھین کے پاس رحلت

فرمائی اب غور کیا چاہیے کہ جب حضرت رسالت نے رخصت ازواج مطہرات کی قبول فرمائی شیخ جونپوری کہ کمال اتباع کا

دعوی کرتے ہین انکو بھی لازم تھا کہ قبول کر لیتے اور طریقۂ محمدیہ پر عمل کرتے کیونکہ حضرت رسالت سے بڑھ کر تقوی

بد خلقی چہار دہم بسبب کم علمی شیخ کے خلاف اتباع سنت محمدی کی

نہین ہی بلکہ وسوسۂ نفس ہی چنانچہ کیا خوب کسینے کہاہی شعر فروکوش در ہر وصدق و صفا لیک مَرِین سعی برمصطفی ❊ دوسری قباحت یہ کہ نوبت شب باشی حق بیبیونکاہی اگر کوئی بی بی اپنی نوبت دوسری کو حلال کردے وے حلال ہوجاتی ہی چنانچہ حدیث سابق سے بھی ظاہر ہوا اور دوسری حدیث متفق علیہ مین بھی ہی کہ ان سودۃ لما کبرت قالت یارسول اللہ جعلت یومی منك لعایشۃ فکان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یقسم لعایشۃ یومین یومہا ویوم سودۃ یعنی سودہ رضی اللہ عنہا کہ ازواج مطہرات سے ہین جب کبیر السن ہوئین عرض کیا یارسول اللہ کردیا مینے اپنا روز نوبت واسطے عایشہ کے پس رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم عایشہ کے واسطے دو روز نوبت فرماتے تھے ایک خود اونکا روز اور ایک بی بی سودہ کا روز اسیطرح شیخ جونپوری کے واسطے بھی بی بی ملکان اپنی نوبت بی بی ہون کو دیتی تھی اور انھون نے اس حلال کو بمنزلہ حرام کے سمجھ کر انکار کیا تیسری قباحت یہ ہی کہ تمام فقہا اور محدثین کا اتفاق ہی کہ شب باشی مین عدل واجب ہی یعنی جتنے ساعات شب ایک عورت کے گھر مین رہے اوسیقدر دوسری کے پاس بھی رہے اور دن مین حساب ساعتون اور لحظون کا ضرور نہین ہی بلکہ دن مین کسیقدر بھی کہاں بس ہی اور کسی جاے یہ نہین آیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دن کی گھڑیون کا حساب کر کے عورتون پر تقسیم فرماتے ہون پس شیخ کو بی اور اسقدر باریک بینی اس مقدمے مین حرکت زائد لاطائل تھی چوتھی قباحت یہ کہ شیخ موصوف باوصف اسکے کہ دعوی علم غیب اور اطلاع جمیع احکام کا رکھتے تھے اس حالت تک بھی کہ ہنگام مرگ قریب پہونچا اسقدر نجانتے تھے کہ حد شرعی بخشنے سے نہین بخشی جاتی ہی وہ کون سی ہی اور حقوق قابل بخشنے کے کون سے ہین کہ نوبت ازواج کو کہ حق الناس ہی اور مانند دوسرے حقوق العباس کے بخشا جاتا ہی اوسکو حد الٓہی ٹھہرایا اور کہا کہ اس حد شرعی کو کون شخص بخش سکتا ہی اور یہ نجانا کہ وہ بخش سکتا ہی کہ جسکا یہ حق ہی یعنی بی بی ملکان بخش سکتی ہی جیساکہ بی بی سودہ نے حضرت عایشہ کو اپنا حق نوبت بخشدیا اور وہ حدود کہ جنکو بخشنا بندون سے نہین ہوسکتا ہی وہ حقوق الٓہی ہین اسواسطے کہ حد کی تعریف یہ ہی کہ عقوبت مقدرہ ومعینہ کہ واسطے حق خداے تعالی کے واجب ہوئی ہو ایسی حد مین حاکم کے پاس پہنچنے کے بعد شفاعت درست نہین ہی پس تعزیر کو حد نکہینگے کیونکہ مقدر ومعین نہین ہی اور قصاص کو حد نہین کہتے ہین کیونکہ اگرچہ عقوبت معینہ ہی لیکن حق بندے کا ہی اسواسطے بخش دیا جاتا ہی اور قرآن سے اوسکا عفو ثابت ہی کہ فَمَنْ عُفِيَ لَهُ مِنْ أَخِيهِ شَيْءٌ فَاتِّبَاعٌ بِالْمَعْرُوفِ وَأَدَاءٌ إِلَيْهِ بِإِحْسَانٍ یہ آیت بھی اگر شیخ موصوف کو یاد آجاتی جانتے کہ جب قصاص سا حق عفو ہوسکتا ہی دوسرے حقوق الناس کیون عفو ہونگے بالجملہ یہ سب ثمرات اسکے ہین کہ اپنے تئین بھی علم کیطرف توجہ نہین ہی اور دوسرونکو بھی اوسکی طرف مائل ہونے سے

مانع ہوتے ہین بدخلقی یازدہم یہ کہ بسبب اپنی مہدویت کے انکار کے تمام اہل اسلام کو مشرق سے مغرب تک کافر جاننا اور انکے پیچھے نماز پڑھنا ناجائز سمجھنا چنانچہ انصاف نامہ کے باب دوم مین لکھا ہی کہ میران نے کہا کہ انکار کرنا مہدیت سید محمد بن سید خان سے کفر ہی اور ملا احمد خراسانی نے سید محمود فرزند میران سے پوچھا کہ منکران مہدی کو کیا فرماتے ہو کہا کافر کہتا ہون مین ملا احمد نے کہا اگر مین انکار کرون سید محمود نے کہا اگرچہ بایزید ہووے اور انکار مہدیکا کرے کافر ہوجاوے اور باب سوم مین لکھا ہی کہ میران نے کہا کہ نماز پیچھے منکران مہدی کے پڑھنا نہ چاہیے اگر پڑھی ہون اعادہ کرین اور موضع بہدریوالی مین اکثر مہاجرین و میان نعمت مجتمع ہوئے تھے گفتگو یہی تھی کہ منکرین کے پیچھے نماز نچاہیے گزارنا بعدہ بعضے یارون نے اعتراض کیا کہ خود میران نے نماز جمعہ اور نماز ہر دو عید کی پیچھے مخالفین کے ادا کی ہی اگر روا نہوتا کیون پڑھتے بعدہ میان خوندمیر اور میان نعمت وغیرہ نے کہا کہ ہم اس گفتگو مین نہین پڑتے ہین جو کچھ میران نے کہا ہی وہ ہمکو کرنا چاہیے اور جس چیز سے منع کیا ہی چاہیے کہ اوس سے ہم باز رہین مصنف کتاب مذکور کا کہتا ہی کہ اس مجلس مین یہ ناقل حاضر تھا اور باب ہشتم مین لکھا ہی کہ خوندمیر نے کہا کہ مہدویونکو مسجد جامع اور عیدگاہ مین بجمعیت اور سلاح و لباس عمدہ جانا چاہیے تاکہ مخالفین اونکی کثرت دیکھکر سوختہ ہووین اور باب چہارم مین لکھا ہی کہ شہر ٹھٹھہ مین میران عوت کر رہے تھے ایک ملا اپنے لڑکے کے واسطے خواہان دعا ہوا میران نے جواب دیا کہ اگر حق تعالی قوت دیوے ان لوگون سے جزیہ لیوین اور خوندمیر نے کہا کہ یہ لوگ حربی ہوگئے ہین اور خوشی میران اور اونکے یارون کی نہ تھی کہ علما مخالفین کے گھر علم پڑھنے اور وعظ سننے کے واسطے کوئی جاوے اور خوندمیر بہت تشدد کرتے تھے اور کہتے تھے کہ کوئی شخص ہمارے دائرے سے تمہارے پاس علم پڑھنے کو نہ آویگا پس جو کہ علما کے پاس جاوے اور دوستی کرے مخالف آیت اور مخالف مہدیکا ہووے آیت یہ ہی یَا اَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا لَا تَتَّخِذُوۡا بِطَانَۃً مِّنۡ دُوۡنِکُمۡ الآیہ انتہی جواب اسکا یہ ہی کہ کلام مذکور الصدر سے معلوم ہوتا ہی کہ میران اور خوندمیر اپنے مخالفین کو جو کہ اپنے غیر کو مہدی نہ ٹھہراوے حربی اور کافر اور قابل جزیہ جانتے تھے ہمکو اوسکا جواب دینے کی حاجت نہین ہی بلکہ خود میران اور خوندمیر کی زبان سے اسکا جواب لو لیتے ہین وہ یہ ہی کہ اوسی کتاب انصاف نامہ کے باب پنجم مین لکھا ہی کہ میران نے کہا کہ جو شخص کہ کلمہ کہے اوس سے جزیہ نچاہیے لینا اور اونکی عورتون مین سے نکاح تصرف نچاہیے کرنا اسطرح حرمت کلمے کی چاہیے رکھنا اور یہ بھی لکھا ہی کہ خوندمیر نے جنگ کے بعد اسباب مخالفین کا نلیا اور لینے سے منع کیا اور میران نے سفر خراسان مین سرحد ولایت مسلمانون تک اونکی کشت زار سے کچھ نلیا جب ملک کفرستان مین پہونچے اضطرار مین لینے کی اجازت دی انتہی یہان سے معلوم ہوا کہ اپنے

[illegible]

مخالفین کو حربی نہین جانتے تھے بلکہ اونکے اموال او رعورتونکو مانند اموال اور عورتن مسلمانون کے اپنے پر
حرام جانتے تھے یہانتک کہ سپاہ خم ذمیر نے اونکے ہاتھو نپر جاہ دیا اور اونکا مال نہ لیا اور میران نے سفر خراسان مین حالت
اضطرار مین بھی اونکے کشت زار پر دست درازی نکیا اور ذمی بھی نہین جانتے تھے اسواسطے کہ میران نے فرمایا کہ
انسے جزیہ نچاہیے لینا اور علاوہ یہ کہ وہ لوگ اونکے ذمے مین کب آئے تھے کہ ذمی ہوتے اور اونکی رعیت ہوتے
بلکہ یہ خود اونکی رعیت تھے اور مستامن بھی نہ تھے کیونکہ وہ لوگ کب انسے امن مانگ کر انکے ملک مین آئے تھے انکا
ملک کہان تھا بلکہ یہی اونکے ملک مین اونکے امن مین پھرا کرتے تھے اور منافق بھی نہ تھے اسواسطے کہ منافق وہ ہوتا ہی
کہ اپنے اعتقاد کو چھپاوے وہ لوگ اپنے عقائد کو کبھی میران اور میرا ئیون کے سامنے نہین چھپاتے تھے بلکہ بزور سلطنت
خود ان پر احتساب قائم کرتے تھے پس جبکہ کافر حربی اور ذمی اور مستامن اور منافق نٹھیرے معلوم ہوا کہ خود میران اور خوندمیر
کے اعتقاد مین بھی وہ لوگ مسلمین پاک باطن تھے اسواسطے کہ کوئی احتمال دیگر باقی نہین ہی اور احکام بھی مسلمین کے
اونکے حق مین میران اور خوندمیر جاری کرتے تھے اب جو کلام مذکور الصدر سے معلوم ہوتا ہی کہ میران اور خوندمیر
وغیرہ اپنے مخالفین کی تکفیر کرتے تھے اور حربی یا قابل جزیہ اور غیر قابل اقتدائے نماز جانتے تھے محض تعصب اور نفسانیت
سے تھا کہ مسلمانون کو دیدہ و دانستہ کافر بول بیٹھتے تھے اور شدت غضب اور غلبۂ تعصب مین اس سخن کے
انجام کا خیال نہین کرتے تھے اور اندیشہ اور خوف اسبات کا نہین کرتے تھے کہ مسلمانونکو کافر جاننے سے آدمی
آپ کافر ہوجاتا ہی یہ مقتضا نہایت سنے احتیاطی اور ناعاقبت اندیشی کا ہی آدمی خداترس دیندار کبھی ایسی
حرکت نہین کرتا ہی چنانچہ محرر اوراق باوجود اسقدر ظلم اور زیادتی ان بزرگوار ان ناعاقبت اندیش کے ابھی تک
صراط مستقیم احتیاط پر چلا جاتا ہی اور کبھی اپنے زبان اور قلم کو انکی تکفیر سے آلودہ نہین کرتا ہی اور یہ جو تمام امت
اسلامیہ کی تکفیر کر رہے ہین اسکا انتقام خدائے دادار پر حوالہ کرتا ہی کہ واللّٰہ المستعان علیٰ ما تصفون
جواب وجہ سوم یہ کہ کلام مذکور الصدر مین خود انکے اقرار سے ثابت ہوا کہ خود میران اور انکے تمام ہمراہیون اور خلفا
نے نماز جمعہ اور عیدین کا پیچھے مخالفین کے پڑھنا صحیح اور درست سمجھا ہی اور اوسپر عمل کیا ہی اور دوسری کتابون
تو ہم سے بھی ثابت ہوتا ہی کہ کبھی میران نے جمعے اور عیدین مین اقتدا ے مخالفین سے انکار نکیا بلکہ ہمیشہ
ہندستان و عربستان و خراسان مین جمعہ اور عیدین پیچھے مخالفین کے پڑھا کیے ہین چنانچہ آج تک اونکی قوم کا
اسی پر عمل ہی اب سوال کہا جاتا ہی کہ یہ کونسی شریعت اور دین ہی کہ جمعہ اور عیدین کافر کے پیچھے صحیح ہوجاوے
شریعت محمدیہ مین تو ہرگز نہین ہی اگر ہو تو ثابت کرو اور اگر میران نے کوئی شریعت تازہ تراشی ہی تو وہ دعوی

میران کا غلط ہوا کہ ہم شریعت تازہ نہین لائے ہین ہم ہین اور تم [illegible] جیسا کہ شواہد سے ثابت
بستم مین منقول ہے پس معلوم ہوا کہ مہدی نہ تھے کہ ایسے دعوے باطل کرتے تھے اور اگر شریعت تازہ نہین لائے
ہین جیسا کہ ادعا ہے تو کافر کے پیچھے نماز جمعہ و عیدین پڑھنا مقتضائے شریعت محمدیہ کے خطائے بدیہی ہے جب اسقدر
مسئلہ دینی نجانتے تھے یا جانکر اوسکے مخالف عمل کرتے تھے تب بھی مہدی نہ ہوسکے کہ مہدی کے حق مین ہے
يَقْفُو أَثَرِي وَلَا يُخْطِئُ یعنی میرے قدم پر چلے گا اور خطا نکریگا اور اگر مخالفین حقیقت مین کافر نہ تھے اور
اونکے پیچھے جمعہ و عیدین ادا کرتے تھے تو اونکو کافر بولنا اور نماز پنجگانہ اونکے پیچھے ناروا سمجھنا خطائے فاحش ہوا
تب بھی مہدویت اوڑ گئی اور دوسری خطا یہ ہوئی کہ جمعہ و عیدین اور نماز پنجگانہ دین تفرقہ کرنا خلاف اجماع مسلمین ہے
جسکے پیچھے جمعہ صحیح ہے اوسکے پیچھے پنجگانہ بھی صحیح ہے جواب سوم یہ کہ سند تکفیر مخالفین کی یہی حدیث ہے کہ مَنْ أَنْكَرَ خُرُوجَ الْمَهْدِيِّ
فَقَدْ كَفَرَ بِمَا أُنْزِلَ عَلَى مُحَمَّدٍ یعنی جسنے انکار کیا خروج مہدیکا پس تحقیق کافر ہوا اوس چیز کا کہ اوتاری گئی ہے محمد صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم پر جیسا کہ صاحب سراج الابصار نے امام ابوبکر اسکاف کی فوائد الاخبار اور ابو القاسم سہیلی کی شرح السیر سے اور فصل الخطاب سے
نقل کیا ہے اور یہ حدیث احادیث احاد ظنیہ سے ہے کہ بہ تقدیر صحت بجز ظن کے مفید جزم و یقین کو نہین ہے اور اسلام
امت محمدیہ کا قطعی یقینی ہے پس اس ظنی سے اوس قطعی یقینی کے زائل ہونیکا حکم کیونکر ہو سکتا ہے اور اگر کہیں
کہ جب خود مہدی نے اس حدیث کی تصدیق و تصویب کی اور اسکے مطابق اپنے مخالفین کی تکفیر کی تو حدیث
قطعی ہو گئی جواب اوسکا یہ ہے کہ اول تو تقریر دوری ہے کہ صحت تکفیر موقوف ہوئی صحت مہدویت پر اور صحت
مہدویت موقوف ہے صحت تکفیر پر کیونکہ تکفیر ناحق آثار خلق قبیح سے ہے کہ بطلان مہدویت اوسکو لازم ہے اور علاوہ اسکے ہے
کہ خود تمہارے مہدی کے حکم مین تذبذب ہے جیسا کہ جواب اول و دوم مین مذکور ہوا کہ صاف معلوم نہین ہوتا ہے کہ
منکرین کو کافر جانتے تھے یا مسلمان بلکہ معلوم ہوتا ہے کہ متردد رہتے تھے کہ کبھی احکام اسلام کے اونپر جاری
کرتے تھے اور کبھی احکام کفر اون مظلومون کی طرف منسوب کرتے تھے پس جب کہ خود متردد ہوئے حکم جزمی نہوا
اور حدیث بھی مفید جزم نہوئی تو ایسا اسلام قطعی و ثابت کیونکر زائل ہو سکتا ہے اور جواب تحقیقی یہ ہے کہ حدیث
مسطور کا مطلب یہ ہے کہ پیشتر خروج مہدی کے خروج مہدی موعود کا انکار نچاہیے بلکہ اعتقاد رکھنا چاہیے کہ مہدی
موعود آنے والا ہے جیسا کہ اب ہم سب معاشر اہل سنت کو اعتقاد ہے اور بعد خروج امام موصوف کے تصدیق کرنا چاہیے
کہ غایت اعتقاد سابق کی یہی ہے جیسا کہ ہم سب اوسوقت تصدیق کرینگے انشاء اللہ تعالی اور مہدیہ جونپوریہ
تو اوسوقت بھی رفت و گذشت کرتے رہینگے اور منکر مہدی موعود کے ہونگے اب انصاف کرنا چاہیے کہ

ہر چیز کے واسطے چند علامات مختص ہوتی ہین جنسے وہ چیز پہچانی جاتی ہی پس مہدی کے واسطے بھی علامات ہین
کہ جنمین وہ پائی جاوین وہ مہدی ہی ورنہ ہر شخص دعوی کر بیٹھے کہ بندہ مہدی موعود ہی کیونکہ آدمی ہی اور محمد نام رکھتا ہی
اور یہ امر مشترک ہی اس سے مہدویت ثابت نہین ہو سکتی ہی پس علامات مہدویت کے احادیث مین مذکور ہین اونمین مدعی
مین موجود چاہیے ہونا تا کہ اوسکی تصدیق لازم ہو اور انکار کفر ہو پس وہ ہی علامات تعریف مہدی کی ہوئی اور تعریف مین
ضرور ہی کہ جامع اور مانع و مختص معرف ہو وے کہ دوسرون سے ما بہ الامتیاز واقع ہو پس اسقدر علامات مذکورہ
احادیث کہ جنسے مہدی غیر مہدی سے متمیز ہو جاوے اور وہ علامات دوسرون مین موجود نہو وین ذات مدعی
مہدویت مین ضرور ہین اب اگر با انصاف دیکھیے تو شیخ جونپوری مین سب علامات مفقود ہین سوائے اسکے کہ محمد نام تہا
اسواسطے کہ ابتک انکا نسل فاطمہ رضی اللہ عنہا سے ہونا اور باپ کا نام عبد اللہ ہونا بھی ثابت نہوا حالانکہ یہ علامات
عامہ سے ہین کہ تنہا مثبت مہدویت کے نہین ہو سکتے ہین چہ جای کہ دوسری علامات کی اور حال اخلاق خود ظاہر ہی کہ برابر
مخالف احادیث و قرآن کے ہین اور اخلاق محمدی سے نہایت مخالف ہین اور دعوی انکے کمالات باطنیہ کے
غیر مسموع ہین کیونکہ وہ امور باطنیہ ہین فقط تمہاری زبانی ہین وہ خود محتاج اثبات ہین مہدویت کا اثبات کیا کر سکتے
ہین پس ایسے شخص کی مہدویت کا اقرار احادیث کثیرہ کا انکار ہی اب اگر انصاف کیجیے تو انکی تصدیق گناہ ہی اور انکار
موجب اجر و ثواب ہی اور اگر بلا علامات مذکورہ احادیث تصدیق واجب ور انکار کفر ہووے تو کوئی کس کس کی
تصدیق کرے اسواسطے کہ کچھ فقط شیخ جونپور مدعی مہدویت کے نہین ہین بلکہ اون سے اول بہت سے مدعی
گذر چکے ہین یہ بھی منجملہ اونکے اور مقتدی اونکے ہین چنانچہ تفصیل اون جھوٹے مہدویونکی موافق لکھنے
قاضی ارتضا علیخان مرحوم اور حضرت شیخ علی متقی مرحوم کے یہ ہی کہ ایک اونمین سے محمد بن تومرت مغربی ہی
جو سن پانچ سو چودہ ہجری ۵۱۴ مین اتفاق سے عبد المومن کوفی کے مغربی ملکون مین نکلا تھا ریاست پیدا کر کے
مال و اسباب لوگون کے لیکر بڑا فساد برپا کیا اور اپنی مہدویت ثابت کرنیکے واسطے چند لوگون کو قبرون مین پوشیدہ
رکھا تھا تا وہ ندا کرتے رہین کہ یہ مہدی موعود ہی اس حیلے سے اکثر جاہلون کو دام گمراہی مین لایا آخر بخوف
راز فاش ہونیکے جو لوگ کہ قبرون مین پوشیدہ تھے انکو جیتے جی قبرون مین دفن کر دیا اور آپ مہدی معصوم
کہلایا بعد تھوڑے عرصے کے حاکم وقت کے ہاتھ سے مقتول ہو کر بدلہ اپنے دعوے کا پایا دوسرا احمد بن
عبد اللہ میمون جو نواسا یہودی کا مجوسیہ عورت کا جنا ہوا ملوک عبیدیہ کا پوتا تہا مہدویت کا جھوٹا دعوی کرتا
ہوا شام کیطرف سے نکلا نسبت اپنے نسب کی حضرت اسمعیل بن امام ۔ صادق علیہ السلام کیطرف کر کے

مغرب اور شام اور مصر اور خراسان کے ملکون کے اکثر لوگونکو اپنے تصرف مین لایا اور مغرب کیطرف ایک شہر بسایا
نام اوس شہر کا مہدیہ رکھکر تخت گاہ اپنی بنلیا فساد اور برائیان اوس سے اور اوسکی اولاد اور تابعدارون سے
جو ہوئین دنیا مین کسی فاسق و فاجر سے نہو ئین آخر سلطان صلاح الدین نے اس شجرۂ ملعونہ کی جڑ اوکھاڑی اور
اسکے باقی لوگونکو چنگیز خان نے ہلاک کیا چنانچہ حالات اوسکے اور اوسکی اولاد کے ابن کثیر اور ابن جوزی اور حافظ
عماد الدین اور شمس الدین بن خلکان نے اپنی اپنی تاریخ کی کتابون مین تفصیل سے لکھے ہین اور اسمعیل بن جعفر صادق کیطرف
اسکے نسب کی نسبت کی نفی کی ہی تیسرا ازنک نامے ایک شخص اسی جھوٹے دعوے پر اوٹھکر مہدی کہلایا
شہر زور کے پہاڑون کی طرف نکل کر ایک بڑی ٹکڑی کو اپنا تابعدار کیا آخر اوس طرف کے امیر محمد خان کردی نے
اوسپر فوج کشی کر کے اوسکو قتل کیا اور جماعت کو اوسکی پراگندہ کردیا اور اوسکے بھائی کو اسیر کر کے راہ راست
پر لایا چوتھا ایک کیمیا گر سید محمد نے سات سو ہجری مین ملک مغرب کیطرف سے نکل کر دعوی مہدیت کا
کیا اور اکثر اوس اطراف کے لوگونکو مطیع کر لیا آخر دروغ اوسکا نہ چلا چند مدت مین مع اپنی جماعت کے مارا گیا
پانچوان محمد بن عبد اللہ نامے نے سنہ ۹۱۰ نوسو دس ہجری مین اطراف مصر مین ایک جنگلی جماعت کے ساتھ خروج کیا
تھا آخر کو اوسطرف کے حکام کے ہاتھ سے قید ہوکر توبہ کی چھٹے سید محمد نوربخش جونپوری کہ اولیاے
مغلوب الحال سے ہین ایک گروہ اونکو مہدی موعود جانکر ضلالت مین پڑے ہین حالانکہ صاحب معارج الولایت
کہتا ہی کہ سید محمد نوربخش جونپوری کو ایک روز حال آیا دیکھتے کیا ہین کہ ایک شخص مخاطب ہوکر کہتا ہی کہ
انت مہدی یعنی تو مہدی ہی انھون نے سمجھا کہ مین مہدی موعود ہون ایک مدت تک اسی دعوے پر رہے
آخر جب حج کو چلے اثناے راہ مین انکو کشف ہوا کہ مین مہدی بایمعنی ہون کہ ہدایت یافتہ ہون راہ نمائی خلق مین
طرف عبادت الٰہی کے نہ مہدی موعود ہون اسلئے اس دعوے سے باز آکر مریدون اور ہمراہیون کو اس اعتقاد سے
پھیر دیا اور کہا کہ جب اس سفر سے پلٹونگا باقی مریدونکو بھی اس اعتقاد سے باز رکھونگا آخر اثناے راہ مین وفات پایا
بعد اوسکے ہمراہیون نے غائبونکو یہ خبر پونہچائی بعضے اس عقیدے سے پھر گئے اور بعضے پہلے اعتقاد پر اڑے
رہے ساتوین شیخ اویس رومی جو سلطان بایزید کے زمانے مین تھے اور یہ سلطان بھی اولیاء اللہ مین سے اور ان
شیخ کے اسی خلیفہ تھے ایک ان خلفا کو بلا کر کہا کہ مجکو کشف سے معلوم ہوتا ہی کہ مین مہدی ہون تم بھی اپنے
باطن کیطرف متوجہ ہو اور جو کچھ ظاہر ہو مجھسے بیان کرو چنانچہ خلفا ایک مدت تک متوجہ رہکر بولے کہ ہمکو معلوم
ہوتا ہی کہ تم حق پر ہو پس سلطان سے ذکر کیا سلطان نے کہا کہ تم خروج کرو مین تمہارے ساتھ ہون

اور مدد کو حاضر ہوں بعد چند روز کے حسب الطلب کے [illegible] باقی نہ تھا بلکہ خطرۂ شیطانی تھا
اوس عزم سے پھر گئے اور سلطان کو بھی مطلع کر دیا آٹھواں ایک شریف بلاد مغرب میں شیخ علی متقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے
ہیں کہ وہ ہمارے زمانے میں موجود ہے صاحب شوکت عظیمہ ہے کہ بلاد مغرب میں چار مہینے کی راہ تک اوسنے ملک فتح کیا ہے اور اوسنے
دعوی مہدویت کا کرتا ہے اور بعضے لوگ ایسے ہیں کہ وہ خود دعوی مہدویت کا نہیں کیے ہیں بلکہ اوس سے انکار کرتے رہے
ہیں لیکن معتقدین اونکے اونکو مہدی جانتے ہیں چنانچہ شیعہ کہتے ہیں امام محمد بن حسن عسکری مہدی ہیں اور اللہ تعالی نے
اونکو طفولیت میں صاحب علم و حکمت کیا اور منصب امامت کا دیا اور لقب اونکا حجت اور صاحب الزمان اور مہدی ہے اور سنہ ۲۵۵
دوسو پچپن ہجری میں پیدا ہو کر پانچ یا نو یا سترہ برس کی عمر میں باختلاف الروایات سرداب سرمن رای میں پوشیدہ ہو گئے
آخر زمانے میں ظہور کرینگے اور تمام زمین پر حاکم ہو کر ظلم و اختلاف مذاہب و اوٹھا وینگے جوابات اسکے خاتم المحدثین حضرت
شاہ عبد العزیز دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اور حیدر المتکلمین مولوی حیدر علی صاحب سلمہ اللہ تعالی کی تصانیف میں
بخوبی مسطور ہیں یہاں حاجت اعادے کی نہیں ہے کیونکہ کلام ساتھ قوم دیگر کے ہے اور ایک جماعت کہتی ہے کہ محمد بن
حسن مثنی بن امام حسن رضی اللہ عنہما کہ بڑے پاکذات تھے مہدی ہیں اور وہ منصور عباسی کی ریاست میں
خروج کر کے مقام احجار الزیت پر کہ قریب مدینہ منورہ کے ہے مقتول ہوے انمیں کچھ علامات مہدویت کی ظاہر نہ
تھیں البتہ یہ حدیث حضرت رسالت پناہ کی کہ مارا جاویگا ایک اولاد سے میری پاکذات احجار الزیت میں انکے حق میں صادق ہے
اور بعضے لوگ کہتے ہیں کہ امام محمد باقر بن امام زین العابدین علیہما السلام مہدی ہیں باوجودیکہ وہ حضرت فرماتے تھے
کہ لوگ مجکو مہدی سمجھتے ہیں حالانکہ میں قریب موت کے پونہچا ہوں اور میرے میں کچھ علامات مہدویت کے نہیں ہیں اور فرقہ
کیسانیہ روافض میں سے محمد بن حنفیہ بن علی مرتضی رضی اللہ عنہما کو مہدی جانتے ہیں اور دعوی کرتے ہیں کہ انھوں نے
وفات نہیں پائی ہے بلکہ کوہ رضوی میں نظر بند مخفی ہیں اور دو شیر دشمنوں سے انکی نگہبانی کرتے ہیں اور دو چشمے شیر و شہد کے
اونکے پاس جاری ہیں اونھیں سے اپنی غذا کرتے ہیں آخر زمانے میں نکلینگے خرابی عالم کو عدل و انصاف سے بدل دینگے کثیر حمیری
نے کہ وہ شاعر تھے اس اعتقاد پر بہت سے ابیات اپنا میں لکھے ہیں جیسا کہ مہدویوں جونپوری میں مہدی
شناعت نے دیوان مہدی لکھا ہے کہ باتوں اور بیتوں سے دین کو ثابت کرے اور وفات حضرت محمد بن حنفیہ کا خلافت
عبد الملک بن مروان میں ثابت ہے اور ایک گروہ عمر بن عبد العزیز خلیفہ عادل مروانی کی مہدویت کے قائل تھے
اور ایک گروہ محمد بن عبد اللہ الملقب بمہدی بالعباس ثالث لوگ بنی عباس کی مہدویت کے قائل تھے حالانکہ
وہ ایک بادشاہ فاسق و فاجر تھا الغرض جیسا کہ مہدیاں حال اعمی اخلاق و خلق و عادات اپنے مہدیکا کرتے ہیں

اسیطرح یہ سب معتقدین ان مدعیان مہدویت کے بھی دعوی کرتے تھے اور ہر فرقہ اپنے معتقد فیہ کے اخلاق وخوارق
مین دعوی تواتر روایات کا رکھتا تھا جیسا کہ مہدوی رکھتے ہین اور نادم مرگ اوسکے اصرار دعوے کا قائل تھا
جیسا کہ مہدوی قائل ہین اور نصرتیین اور بعض دیگر علامات کے بھی مدعی تھے اور اکثر علامات مذکورہ احادیث کا اون
لوگون مین مفقود تھے اوسکی کچھہ پروا نہین کرتے تھے جیسا کہ مہدوی لوگ کرتے ہین اب ان مدعیان مہدویت کا
ابطال مہدوی لوگ کس دلیل سے کرتے ہین سو بیان کرین کہ اوسی دلیل سے ہم انکا بھی ابطال کر سکتے ہین اگر
کہین کہ اونکے اخلاق وخوارق کا تواتر ممنوع ہی ہم کہتے ہین کہ ایسی تمہارے شیخ کے اخلاق وخوارق کا تواتر بھی
ممنوع ہی بلکہ خود تمہاری کتابون سے اونکی بد خلاقیان کہ منافی ولایت ہین بلکہ عوام مومنین کی شان کے بھی خلاف ہین
ثابت ہین جیسا کہ مذکور ہو رہی ہین پس ضرور ہوا کہ بنا اثبات مہدویت کی علامات مذکورہ احادیث نبویہ پر ٹھہرائی
جاوے کہ اوس سے ان تمام مدعیان و مظنونان مہدویت کا مہدی ہونا مع مہدویت شیخ جونپوری کے زائل و باطل ہوجاوے
اور فقط حضرت امام مہدی آیندہ متصف بعلامات مہدویت پر اعتقاد منحصر ہوجاوے والحق احق بالاتباع
بدخلقی شانزدہم شیخ جونپوری نے ایسا خلق اختیار کیا ہی کہ بقول مشہور نہ خویش را گذارم نہ بیگانہ جیسا کہ اپنے
عندیے مین اپنے منکرین کو کافر ٹھہرایا ویسی اپنے معتقدین مہدویونکو بھی منافق و مشرک بنایا چنانچہ انصاف نامے کے
باب یازدہم مین لکھا ہی کہ تین پہر ذکر کرنا صفت منافقون کی ہی اور چار پہر ذکر کرنا یہ ذکر مشرکون کا ہی اور ایک
دوسرے رسالے اس قوم مین مسطور ہی کہ میران نے فرمایا کہ تین پہر ذکر کرنیوالا منافق ہی اور چار پہر ذکر کرنیوالا مشرک
ہی اور پانچ پہر کا ذکر کرنے والا مومن ناقص ہی اور آٹھہ پہر کا ذکر کرنیوالا مومن کامل ہی فقط اب دیکھیے کہ مہدوی
لوگ کس خرابی مین گرفتار ہوئے کہ ہمارے یہان سے بھاگ کر وہان گئے تھے طلب ولایت و دیدار خدا کے واسطے
وہان لینے کے دینے پڑ گئے کہ یک قلم مشرک و منافق بلکہ اون سے بھی بدتر ٹھہرائے گئے اسواسطے کہ تین چار پہر کا
ذکر بھی کس مہدوی سے ہو سکتا ہی کیونکہ اکثر اپنے کسب و شغل و سیر و گشت مین مشغول رہتے ہین اور کسب و اشغال دنیوی
کے ساتھہ ذاکر رہنا یہ مقام انکو نصیب نہین ہی ورنہ کسب کہ پیشۂ انبیا ہی اوسکو مانع الذکر جانکر کیون حرام
کہتے اور علاوہ اس قلت ذکر کے بموجب فرمان انکے مہدی کے دوسری دلیل کفر بھی اس قوم مین موجود ہی چنانچہ
بدخلقی ہم مین مذکور ہو چکا کہ میران نے فرمایا ہی کہ زنان و فرزندان و اموال و حیوانات و مزارعات و عمارات و ملبوسات و ماکولات
وغیرہا جو کہ انکا مرید ہو اور انمین مشغول ہو وہ کافر ہی اور جو کہ انکا ارادہ رکھے اور اوس ارادے مین مشغول ہو وہ بھی کافر
ہی انتہی حالانکہ یہ تمام اشیاے مذکورۂ بالا اس قوم کے ادنی اور اعلی پاس موجود رہتی ہین اور ذکر سہ پاس و چہار پاس

بدخلقی شانزدہم شیخ جونپوری مسلمانون کو فقط کافر نہین بولے بلکہ اپنے مہدویون کو بھی کافر و مشرک و منافق ٹھہرا گئے ہین

مفقود ہوتا ہی پس موافق فرمان حضرت میران ہابہر البیان کے تمام مہدویہ کافر و منافق و مشرک ٹھہرے اور اگر ہزارون
مین کوئی ایک آدہ اس شرط عام الورود سے بچ گیا وہ کس حساب مین ہی کہ النادر کالمعدوم اب مہدویون نے اپنے مہدیکا
یہ وار دو دستی بچانے کے واسطے یہ داؤن نکالا ہی کہ مرتے وقت ترک دنیا کر لیتے ہین یعنی جب حیات سے مایوس
ہو جاتے ہین ایک میان پیرزادے اگر انکو ترک دنیا سکھا کر اونکا اسباب سامان استعمالی آپ سمیٹ کر لیجاتے ہین اور کہتے
ہین کہ اوسوقت عجیب عجیب حرکات مخالف عقل و نقل کے عمل مین آتی ہین اب غور کیجیے کہ یہ شخص کہ ملک الموت
اسکے سر پر آپونہچے ہین دنیا کو ترک کرتا ہی اور اس ترک سے قرب الٰہی ڈھونڈتا ہی حالانکہ قرب الٰہی اوس فعل سے حاصل
ہوتا ہی کہ جسمین بندے کو قدرت کرنے نہ کرنے کی موجود ہو اس شخص کو قدرت دنیا رکھنے کی کہان ہی ملائکہ موت جبراً
اوس سے دنیا چھوڑ والتے ہین کہ نیر ودولے میبر بدش لسنے دنیا کو چھوڑا یا دنیا نے اوسکو چھوڑا یہ تارک الدنیا ہوا
یا متروک الدنیا ہوا غرضکہ انکے پیرزادے اپنی کمائی کے واسطے یہ حیلہ ابلہ فریب ٹھہرائے ہین کہ تمام مہدوی عمر بھر
اسپر اعتماد کرکے بکمال حظ نفس دنیا مین مصروف رہتے ہین اور اپنے مہدیکے اقوال کو ہرگز کان نہین لگاتے ہین
اور بموجب فرمان انکے مہدیکے تمام عمر کفر و نفاق و شرک مین مبتلا رہتے ہین اور جانتے ہین کہ مرتے وقت کا ترک
کفایت کرتا ہی حالانکہ خود انکے مذہب کے موافق یہ ترک و توبہ مرتے وقت کی نامقبول ہی چنانچہ انکے رسائل مین ہی
کہ سیدن میانصاحب نے توضیح المراتب مین لکھا ہی کہ اگر کوئی شخص اپنی اوقات لہو و لعب مین گذرانی اور ہمت اپنی
شب و روز تدبیر ماکولات و ملبوسات و مشروبات مین صرف کرے بلکہ بعضے گناہون کبائر کا بھی مرتکب ہووے اور باوجود اسکے ہمہ
ظن یہ رکھتا ہی کہ اپنے مرنیکے وقت خدا تعالی کو دیکھے گا یہ غرور و فریب و عدہ نفس ہی کہ اوسکو بہکا رہا ہی اوسنے ہوس
خام پکائی اور خیال باطل باندھا مثال اوسکی یہ ہی کہ کسینے زیرے کا تخم بویا اور امید گندم کی رکھی اور تنبیہ ان آیات سے
مطلع نہین ہی کہ وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ ایضا فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ وَمَنْ
يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ بلکہ موت اوسکو اوسی حال مین آملے گی جسمین کہ عمر گذاری ہی جیسا کہ فرمایا نبی صلی اللہ
علیہ وسلم نے کما تعیشون تموتون و کما تموتون تبعثون یعنی جس حال مین زندگی کاٹوگے اوسی حال مین مروگے تم اور جس حال مین مروگے
اوسی حال مین اوٹھائے جاؤگے تم اور اللہ تعالی نے خبر دی ہی کہ وَلَيْسَتِ التَّوْبَةُ لِلَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ السَّيِّاٰتِ حَتّٰٓى اِذَا
حَضَرَ اَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ اِنِّيْ تُبْتُ الْـٰٔنَ وَلَا الَّذِيْنَ يَمُوْتُوْنَ وَهُمْ كُفَّارٌ اُولٰٓئِكَ اَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابًا
اَلِيْمًا یعنی نہین ہی توبہ اون لوگون کے واسطے کہ برے کام کرتے ہین یہانتک کہ جب حاضر ہوئی ایک شخص کو
اون مین سے موت بولا کہ مینے اب توبہ کی اور نہ اون لوگون کے واسطے کہ کافر مرتے ہین ان لوگون کے واسطے

مہیا کیا ہی ہمنے عذاب دردناک انتہی تمام ہوئی تقریر سیدن میان کی اور ثابت ہوا کہ توبہ وقت مرگ مذہب مہدویہ مین نامقبول ہی یہ پچھلے پرزادون نے اپنی کمائی کے واسطے تراشی ہی علاوہ یہ ہی کہ باب اول عقیدہ یازدہم مین مذکور ہو چکا کہ اونکے مہدیکے نزدیک وطن سے ہجرت نکرنے والا بھی منافق ہی بین بعض ترک مذکور کے بھی ہجرت نکرنے کے سبب سے منافق ہے غرض کہ مہدوی لوگ ہرچند کہ اپنے مہدی پر پھول رہے ہین لیکن مہدیکے نزدیک یہ لوگ ہرگز مہدوی نہین ہین بلکہ مسلمان بھی نہین کیونکہ مہدی انکو مشرک و منافق و کافر ٹھہرا گئے ہین جیسا کہ مذکور ہو چکا سبحان اللہ ازینجا رانده واز انجا مانده غرضکہ گردہ خویش آید در پیش خطا خود انھین مہدویون سے ہوئی کہ ہمارا دین آسان وسہل انھون نے چھوڑا جیسا کہ حضرت رسالت پناہ فرماتے ہین اتیتکم بالحنفیۃ السھلۃ البیضاء یعنی لایا ہون مین تمہارے واسطے دین ایکطرف والا آسان روشن اور جناب باری نے ارشاد کیا کہ ھو اجتبٰکم وما جعل علیکم فی الدین من حرج یعنی اللہ نے تمکو پسند کیا اور نہین کی تمپر دین مین کچھ مشکل اب ثابت ہوا کہ یہ مشکل کہ شیخ جونپوری نے خلق خدا پر رکھی ہی کہ اگر چہ تین چار پہر برابر ذکر و فکر الٰہی مین جان مارے تب بھی اوسکو مشرک و منافق جانتے ہین خلاف حدیث و قرآن ہی بدخلقی ہفتدہم یہ کہ شیخ جونپوری کتا رکھتے تھے حالانکہ نہ کشت زار رکھتے تھے اور نہ شکار کھیلتے تھے اور نہ گلہ گوسفند غیرہ کا پالا تھا کہ حاجت کتے کی ہوتی او عذر درست ہوتا پس بغیر ان تین عذر کے کتا رکھنا خالی گناہ سے نہ تھا اور خلاف سنت محمدیہ کا تھا کیونکہ اس شریعت مین کتے کا رکھنا گناہ ہی اور احادیث صحیحہ سے ثابت ہی کہ جس گھر مین کتا ہوتا ہی فرشتے اوس مکان مین نہین آتے ہین اور جو شخص کتا رکھتا تھا حضرت رسالت پناہ اوسکے گھر مین تشریف فرما نہوتے تھے اور صحیح بخاری اور مسلم مین ہی کہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من اتخذ کلباً الا کلب ماشیۃ او صید او زرع انتقص من اجرہ کل یوم قیراط یعنی جو شخص کہ رکھیگا کتا سواے کتے مواشی یا شکار یا کھیت کے کم ہوگا اجر اوسکے سے ہر روز ایک قیراط قیراط مانند انگ کو کہتے ہین لیکن اوس عالم کے قیراط کی مقدار اللہ تعالی کو معلوم کہ کسقدر ہی اور یہ حدیث بھی صحیحین مین ہی کہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم امر بقتل الکلاب الا کلب صید او غنم او ماشیۃ یعنی حکم فرمایا آنحضرت نے قتل کرنے کتونکا سواے کتے شکار یا بکریون کے یا لفظ ماشیہ کا فرمایا چونکہ مدینہ مطہرہ انوار وحی اور ملائکہ رحمت کے اوترنیکی جاے ہی اور کتے مانع ہین دخول ملائکہ سے اسواسطے حکم ہوا کہ اوس شہر اطہر کو آلودگی کتون سے پاک کرین اور سواے اسکے بہت احادیث اس جانور کی مذمت مین وارد ہین اور تمام امت اسلامیہ کو اس جانور سے انکار ہی اور صحابہ اور ائمہ اہل بیت اور اولیاے کاملین مین سے کسی کی یہ عادت نہ تھی کہ نے ضرورات ثلثہ مذکورہ کے ایک کتا بھی اپنا رفیق بناے ہوے پھرا کرین

جیساکہ شیخ جونپوری نے اس بدعت کو اختیار کیا تھا پھر طرہ یہ ہی کہ عذر گناہ بدتر از گناہ معتقدین اوس کتے کی وہ بزرگیان اور پاکیان بیان کرتے ہین کہ اپنے مہدیکے اصحاب پر اوسکو تفضیل دیتے ہین چنانچہ ولی یوسف کہ انکے تابعین سے ہین رسالہ حجۃ المنصفی مین لکھتے ہین کہ ایک کتا میران کے دنبال رہا کرتا تھا جہان اوترتے تھے کتا بھی اوترتا تھا وہ کتا پانچ وقت بانگ نماز کہتا تھا اور موذن غیرتمند اس کتے سے تنگ کرکے خواب سے بیدار ہوتا تھا اور وہ کتا ہر روز صبح کو دو زانو بیٹھکر ذکر خفی کیا کرتا تھا اور اوسوقت اگر اوسکے روبرو طعام رکھا جاتا تھا ہرگز نکھاتا تھا اور اوسکو بھی موہبت دیا کرتے تھے لوگون نے پوچھا کہ حال اس کتے کا کیا ہوگا فرمایا یار سگ اصحاب کہف کا ہوگا انتہی اسی ہیبت بڑے بڑے پیشوا مہدویون کے مانند ملک جی مہاجر مہری اور ولی یوسف وغیرہما کے اپنی تصانیف مین تمنا کرتے ہین کہ مہدیکا کتا ہوتے اور کاش اوسکے مقام کو پہونچکر اوسکے ساتھ انکا بھی حشر ہووے اور اتنا نہین سمجھتے ہین کہ خدائے عالم کے کتونکا یہ حال ہی کہ ملائکہ رحمت اونکے نزدیک نہین آتے ہین پس مہدی کے کتونکو کون پوچھتا ہی اب دانشمند وانکے سوال ہی کہ یہ کتا مہدیکا جو وقت اذان کہتا تھا یہ اذان کس لہجے مین ہوتی ہی آواز بشری تھی یا عوعو کلابی تھی اگر آواز بشری تھی تو کیا وضع تھی پوربی جونپوری ادا تھی یا مارواڑی صدا تھی یا گجراتی ندا تھی اور فقط ایک غنغناہٹ تھی یا کچھ کلمات اذان بھی ادا ہوتے تھے اگر ادا ہوتے تھے تو سب بنی آدم سمجھتے تھے یا فقط مہدوی لوگ اس فہم سے مشرف تھے بقولیکہ پانیمین آگ لگی اندھے کو سوجھی اور گونگے نے تان گائی بہرے نے بوجھی اور اس صورت مین موذن دیگر کی کیا حاجت تھی اور وہ موذن بشری کیون گھبراکر غیرت سے بیدار ہوتا تھا یہی سگ خوش الحان مسجد مہدیکے واسطے موذن کافی تھا اور اگر آواز بشری نہ تھی بلکہ فقط ایک عوعو تھی تو اسکا کیا اعتبار ہی ایسے بہت سے کتے پکارا کرتے ہین اسمین کیا بزرگی ہوئی مرغون کی اذان مشہور ہی اگر کتے نے بھی صدا کی کیا کمال ہوا اور طرفہ یہ ہی کہ اس کتے کو اسقدر بڑھایا کہ موذن مہدی پر کہ بلاشبہہ صحابی مہدیکا تھا اس سگ کو تفضیل دے دی کہ اس سگ مہدی کی ایسی تاثیر پڑی تھی کہ اسکی خوش اوقاتی دیکھکر موذن مہدی شرمانا تھا کہ تنگ کرکے اسکی اذان سننے کے بعد بیدار ہوتا تھا گیا وہ غریب اس کتے سے بھی بدتر تھا آخر وہ بھی مہدیکا تربیت یافتہ صحابی مقرب ہوگا کہ سفر و حضر مین رفیق تھا اوسکا مادہ اسقدر قابلیت بھی نرکھتا تھا کہ کتے کے برابر تو فیضیاب ہوتا اور مہدیکی سرکار مین اس کتے کا نام بھائی بگہ یا بھائی کالو تھا جیسا کہ شواہد الولایت سے معلوم ہوتا ہی اور پنج فضائل سے معلوم ہوتا ہی کہ سنت سگ پروری کی خاندان مہدی مین جاری ہی چنانچہ میان سید محمود مہدی ثانی کے پاس بھی ایک کتا تھا لالہ نام ایک وزبی بی ملکان نے اوسکو اینٹ کا ٹکڑا مارا میان نے کہا کہ اگر وہ

کہتا ہوا اوسکو مارو لیکن وہ کتا نہین ہی بی بی نے کہا کہ میرا بچی یہ بھائی کالو کے بچا ہی کہا ہان یہ اوسکا بھائی ہی غرضکہ
یہ سب خوبیان علم وعقل نہونے کی ہین کہ جس سے بیزار ہین بلکہ ممنوعات سے جانتے ہین سچ ہی کہ نادان دوست سے
دانا دشمن بہتر بدخلقی ہنر دیہم۔ کہ شیخ جونپوری حج بیت اللہ سے لوگون کو باوجود فرضیت واستطاعت کے
منع کیا کرتے تھے اور اپنے خلیفہ میان دلاور کے حجرے کو بمنزلۂ کعبے کے ٹھہرایا تھا کہ اوسکے تین شوط کعبۃ اللہ
کے سات شوط بلکہ تمامی ارکان حج کے قائم مقام جانتے تھے چنانچہ پنج فضائل مین لکھا ہی کہ ایک وزائیکے ان پاپیا
وبابے میران سے کہا کہ مینے نیت کی ہی کہ حج ادا کرون اگر آپ رضا دینگے جاؤنگی فرمایا جاؤ یاد خدا مین مشغول رہو
اوسنے بعد چند روز کے پھر آکر کہا کہ میران جی بندی کے پاس زاد راحلہ موجود ہی اور راہ مین امن ہی اور تندرستی
بھی حاصل ہی اگر رضا ہووے جاؤن فرمایا جاؤ تین مرتبہ میان دلاور کے حجرے کا طواف کرو اوسنے ویسے ہی کیا
بار سوم مین خدا کو دیکھکر مستغرق ہوئی میران نے پس خوردہ بھیجا جب ہوشیار ہوئی انتہی غرضکہ اس سنت مہدیکو
انکی اولاد وخلفانے بسر وچشم قبول کیا اور حکم خدا ورسول کو کہ مقدمۂ حج مین نہایت تاکید سے ہی پس پشت ڈال دیا
یہان تک کہ اگر کوئی دوسرا شخص ارادہ کرتا تھا اوسکو منع کرتے تھے اور وہی حجرہ دلاور کہ قبلۂ موروثی وآبائی
تھا بتلا دیتے تھے چنانچہ پنج فضائل مین لکھا ہی کہ میران سید محمود کے وقت مین میان ولی جامع نقلیات
اور میان یوسف حاضر ہوئے میان یوسف نے عرض کیا کہ اگر رضا ہووے مین حج کر کے آؤن سید محمود نے فرمایا جاؤ
طواف حجرۂ میان دلاور کا کر کے آؤ اگر حج تمہارا قبول نہووے حج کو جانا چنانچہ میان یوسف طواف کر کے افتان
وخیزان آئے اور کہا کہ مینے اپنے خدا کو بچشم سر دیکھا انتہی سبحان اللہ معلوم نہین کہ انھون نے کسکو اپنا خدا
سمجھا ہی کہ وہ حجرۂ دلاور کے طواف مین نظر آتا ہی اور خدائے عالم کے بیت اطہر کے طواف مین نظر نہین آتا ہی
بالجملہ ان لوگون کے نزدیک حجرۂ دلاور کعبۂ شریفہ سے افضل ہوا اور فرض خدا سے کہ رکن اسلام ہی بندگان خدا کو
منع کیا اور سراسر مخالفت خدا ورسول کی کی کہ خدا کی راہ سے بندگان خدا کو باز رکھا اور طواف حجرۂ مذکور مین
خدائے عالم کا نظر آنا غلط محض ہی بلکہ فریب شیطان ہی وہ ایسے ہزارون شعبدے بناتا ہی اور جاہل عابدون کو
بہکاتا ہی ایک عابد کو دعوی تھا کہ مین بارہ برس سے خدا کو دیکھکر سجدہ کیا کرتا ہون ایک عالم محدث نے پوچھا
کہ کسطرح دیکھتے ہو کہا دربار تخت ہوتا ہی اوسپر جلوہ فرما ہوتے ہین عالم نے کہا کہ صحیح مسلم کی حدیث سے
ثابت ہوتا ہی کہ ابلیس اپنا تخت دربار بچھاتا ہی اور افواج اپنی اطراف عالم کو واسطے گمراہ کرنے خلق کے روانہ
کرتا ہی اوس بزرگ نے فورًا توبہ کی اور کہا کہ استغفر اللہ بارہ برس سے مجھکو اس ملعون نے دھوکا دیکر اپنا سجدہ کروایا

ف — ایک فقیر بے علم بارہ برس تک شیطان کو خدا سمجھکر سجدہ کرتا رہا اور حضرت غوث الثقلین نے بسبب نور علم کے الہام شیطانی کو پہچان لیا

اور بلا فیط معتبرہ مین لکھا ہی کہ حضرت شیخ عبد القادر جیلانی قطب ربانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ مین اپنی سیاحی
کے وقت مین ایکروز ایک صحرا مین پونہچا اور وہان چند روز توقف کیا ایک روز تشنگی نے نہایت غلبہ کیا اوس وقت
ایک ٹکڑا ابر کا مجھپر سایہ انداز ہوا اور اوسمین سے مانند شبنم کے مجھپر برسا کہ مین سیراب ہوگیا بعد اوسکے ایک ایسا نور نظر
پڑا کہ افق آسمان اوس سے نورانی ہوگیا اور ایک صورت نمودار ہوئی اور ایک آواز ہوا کہ ای عبد القادر مین تیرا پروردگار
ہون حرام چیزین مینے تجھپر حلال کردین جو چاہے سو کر مینے کہا اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ دور ہو
ای ملعون پس یکایک وہ نور تاریک ہوگیا اور وہ صورت دھوان ہوگئی اور مجھسے کہا کہ ای عبد القادر تو نے
بسبب اپنے علم کے میرے ہاتھ سے نجات پائی اس کرشمے سے مینے ستر اہل طریقت کو گمراہ کردیا ہی لوگون نے
عرض کیا کہ آپنے کیونکر معلوم کیا کہ وہ شیطان ہی فرمایا اس قول سے کہ محرمات کو مین نے تجھپر حلال کردیا انتہی
دیکھیے ائمہ حضرات طریقت جہان خلاف شریعت کچھ دیکھتے تھے اپنے علم کی بدولت معلوم کرلیتے تھے کہ یہ کرشمۂ
شیطانی ہی یہان جب انکے مہدی نے شروع سے علم کی ممانعت کردی یہ بیچارے کیونکر پہچانتے کہ یہ کرشمۂ شیطانی
ہی اگر ذرہ بھی انکی سمجھ ہوتی پہچان لیتے کہ حج سا فرض خدا کا اسکو الہام منع کرنے والا خدا کیطرف سے نہین ہی
بلکہ شیطان کیطرف سے ہی اسواسطے کہ اللہ تعالی قرآن مجید مین جابجا تاکید حج بیت اللہ کی فرماتا ہی کہ اَتِمُّوا
الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلّٰہِ یعنی پورا کرو حج اور عمرے کو خدا کے واسطے وَلِلّٰہِ عَلَی النَّاسِ حِجُّ الْبَیْتِ مَنِ
اسْتَطَاعَ اِلَیْہِ سَبِیْلًا وَمَنْ کَفَرَ فَاِنَّ اللّٰہَ غَنِیٌّ عَنِ الْعَالَمِیْنَ یعنی اور حق ہی اللہ تعالی کا لوگون پر
قصد کرنا بیت اللہ کا اوس شخص پر کہ استطاعت رکھتا ہی اوسکی طرف راہ کی اور جسنے کفر کیا پس اللہ تعالی بے
نیاز ہی عالمین سے انتہی دیکھیے کسقدر تاکید ہی کہ حج نکرنیکو کفران نعمت فرمایا اسی واسطے حدیث شریف مین ابی امامہ
کی روایت سے وارد ہی کہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من لم یمنعہ من الحج حاجۃ
ظاہرۃ او سلطان جائر او مرض حابس فمات ولم یحج فلیمت ان شاء یہودیا وان شاء نصرانیا
یعنی فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جسکو نہ روکے حج سے محتاجی ظاہر یا بادشاہ ظالم یا مرض روکنے والا
پس مر جاوے وہ شخص اور حج نکرے پس وہ شخص چاہے یہودی مرے اور چاہے نصرانی مرے انتہی دیکھیے کسقدر تہدید ہی
کہ اگر بلا عذر حج نکیا تو فرمایا کہ ایسا شخص چاہے یہودی مرے چاہے نصرانی مرے اور یہ نہ فرمایا کہ اگر چاہے
دلاور کے جھوپڑے کا طواف کرلے اور جب یہ کعبہ ابراہیم علیہ السلام تیار کرچکے حکم الٰہی ہوا کہ اَذِّنْ فِی النَّاسِ
بِالْحَجِّ یَاْتُوْکَ رِجَالًا وَّعَلٰی کُلِّ ضَامِرٍ یَّاْتِیْنَ مِنْ کُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ یعنی پکار دے لوگون مین حج کیواسطے

کہ آوین تیری طرف پیادہ پا اور دبلے دبلے اونٹون پر چلے آتے راہون دور سے پس حضرت ابراہیم حسب الحکم مقام
ابراہیم کے پتھر پر کھڑے ہوے اور وہ مانند بلند پہاڑ کے اونچا ہوگیا پس حضرت ابراہیم نے دونون کانون مین
اونگلیان رکھکر چارون طرف متوجہ ہوکر پکارا کہ ایہا الناس تمہارے رب نے ایک بیت بنایا ہی اور تمپر اوس بیت کا
قصد کرنا فرض کیا ہی اپنے رب کا حکم قبول کرو پس جنکی تقدیر مین حج کرنا تھا اونھون نے اپنے باپ دادا کی پشتون اور ماؤن
کے رحمون مین سے جواب دیا کہ لبیک اللھم لبیک چنانچہ معالم التنزیل مین منقول ہی اور یہ کہین نہین ہی
کہ حضرت ابراہیم یہ بھی پکارے ہون کہ چاہے اس بیت کو آنا اور چاہے گجرات مین ایک لاور فقیر ہوگا اوسکے
جھوپڑے کا طواف کرلینا واللہ المستعان علی ما تصفون اسکے سوا اور بہت سے آیات و احادیث اس بیت پاک کے
حج مین وارد ہین کہ اون سب کا خلاف کیا شیخ جونپور اور اونکے بیٹے سید محمود مذکور نے **بدخلقی نوزدہم** یہ کہ یہی
میان لاور کہ جنکے حجرے کو شیخ جونپور اور اونکے بیٹے نے کعبہ اور حج کی جاے بلکہ تجلی گاہ الٰہی مقرر کیا ہی شیخ جونپور
انکے حق مین فرماتے ہین کہ میان لاور کو عرش سے تحت الثری تک ایسا روشن ہی جیسا کہ ہاتھ مین دانہ رائی کا +
ہووے چنانچہ پنج فضائل مین مذکور ہی حالانکہ یہ دلاور اپنی غیب دانی ایسی بیان کرتے تھے کہ نص قرآن کے
مخالف ہوتی تھین چنانچہ اوسی پنج فضائل مین لکھا ہی کہ ایک روز میان دلاور مراقبے مین بیٹھے تھے دل مین آیا
کہ رام و لچھمن و سیتا نے دنیا مین بہت ریاضت کی تھی حال انکا کیا ہوگا اوسیوقت حکم الٰہی ہوا کہ ہمارے بندے نے
یاد کیا ہی لیجاو ملائکہ نے اونکو و سیتی مسلسل انکی پیٹھ کے پیچھے لاکر کھڑا کیا میان دلاور نے متوجہ ہوکر سبب اس گرفتاری کا
پوچھا وہ لوگ ہاتھ پیشانی پر مارکر روئے اور بولے کہ ہماری زہد و ریاضت بیجا ہوئی چونکہ خدا مقصود نتھا سب ضائع ہوئین
اب اس عذاب بد مین گرفتار ہین اس لحظہ آپ کی نظر کے سبب عذاب سے امن ہی جب نظر خوندگار سے غائب ہونگے پھر ملائکہ
عذاب کرینگے میان یوسف نے پوچھا کہ میانجی یہ لوگ آتشی ہین انکو عذاب کس چیز کا ہی فرمایا انکو عذاب مہریر کا ہی کہ
بعضے درکات سردی کے ہین اونکا نام زمہریر ہی انتہی یہان قطع نظر اس بحث سے کہ رام وغیرہ خاکی ہین یا آتشی
میان دلاور کا اعتقاد یہ معلوم ہوا کہ جن و شیاطین کو کہ آتشی ہین عذاب آگ کا نہوگا بلکہ زمہریر کا ہوگا اور قرآن مجید مین
صاف وارد ہی کہ جن کو بھی عذاب آتش ہی چنانچہ یہ آیت اوسپر شاہد ہی **قَالَ ادْخُلُوا فِي أُمَمٍ قَدْ خَلَتْ
مِن قَبْلِكُم مِّنَ الْجِنِّ وَالْإِنسِ فِي النَّارِ** یعنی فرمایا داخل ہو تم ساتھ اور امتون کے کہ گذر چکی ہین پیشتر تم سے
قسم جن و انس سے آگ مین اور تحقیق اس کی کہ جن خود آتشی ہین انکو آتش سے کیونکر عذاب ہوتا ہی کتاب بستان الجن
کی فصل تنقیح اصل جن مین موجود ہی یہان بسبب غرابت مقام کے اعادہ نکیا گیا اور حیرت کا مقام ہی کہ مہدی جسکے

بدخلقی نوزدہم شیخ مہدویہ نے غلط خبر دی کہ میان لاور کو عرش سے تحت الثری تک مانند دانہ رائی کے روشن ہی کیونکہ میان لاور نے
حال رام وغیرہ کا نہ پہچانا اور خلاف قرآن کے حکم کیا کہ جن پر عذاب آگ کا نہین ہی

حق مین کیے کہ اوسکو عرش سے فرش تک مانند دانے رائی کے روشن ہی اوسکو معلوم نہووے کہ رام و لچھمن و سیتا کا کیا
حال ہی اور یہ بھی معلوم نہووے کہ جن کو عذاب آتش ہی اور آیت مذکورۂ بالا بھی یاد نہووے یہ وہی میان ہین کہ
لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ کو یلد یولد پڑھتے تھے چنانچہ مذکور ہو چکا واہ وہ وصف ہی اور یہ کشف ہی بدخلقی تستم
یہ کہ پنج فضائل مین لکھا ہی کہ میران نے فرمایا کہ خدا تعالی نے میان نظام کو ایسا کشف دیا ہی کہ عرش سے فرش تک بلکہ
فلک سے سمک تک انکے سامنے ایسا ہی جیسا کسی کے ہاتھ مین دانہ رائی کا ہووے انتہی حالانکہ اس رگ کو قطع نظر
زمین و آسمان کے اپنے عقائد ایمانیہ بھی برابر معلوم نہ تھے پنج فضائل مین لکھا ہی کہ ایک روز انکے پاس دو شخص مرید
ہونے کو آئے ایک کو مرید کیا اور دوسرے کو دوسرے روز کا وعدہ کیا جب کل کو آیا اسکو مرید کیا عبد الرحمن نے
پوچھا کہ اس تاخیر مین کیا حکمت تھی کہا کہ مینے دیکھا کہ اسکی پیشانی پر مقبول لکھا ہی اور لوح محفوظ مین بھی مقبول
لکھا ہی لیکن علم قدیم مین مردود ہی پس خدا سے بجد ہو کر علم قدیم مین مقبول لکھوا دیا انتہی آپ خیال کیجیے کہ اس رگ کو
اسقدر بھی معلوم نہ تھا کہ علم قدیم الٰہی نہین بدلتا ہی ورنہ جناب باری مین صفت جہل کی لازم آوے مثلا اسی مثال
خاص مین لازم آتا ہی کہ نظام کا اعتقاد یہ تھا کہ اب تک اللہ تعالی اس شخص کو مردود جانتا تھا اور وہ آج میری
کوشش سے مقبول ہو گیا تو دانست الٰہی آج تک خطا و جہل تھی تعالی اللہ عما یقول الظالمون علوا کبیرا
اور اس کشف عرشی و فرشی پر تاریخ دانی بلکہ قرآن دانی آپ کی ایسی تھی کہ اب تک بھی معلوم نہ تھا کہ شداد کہان ہوا ہی
اور باغ ارم کس سرزمین پر بنا ہی اور قصۂ سکندر کیا ہی اسواسطے کہ پنج فضائل مین لکھا ہی کہ ایک روز عبد الفتح نے
شاہ نظام سے پوچھا کہ سنا جاتا ہی کہ دامن کوہ قاف مین ایک درخت ہی کہ ثمرہ اسکا آدمی ہین کچھ دختران یازدہ سالہ
بلند ترت اوس مین معلق ہین جب سکندر ذو القرنین وہان پونہچے ایک دختر کے ساتھ اوسمین سے فراش کر جماع کیا
اوسکے بدن سے اسدم تک قطرات خون اوس درخت سے ٹپکتے ہین شاہ نظام نے کہا سچ ہی تم بھی دیکھو گے پس دو انگلیان
عبد الفتح کی آنکھون پر رکھدین اور بعد لحظے کے کہا دیکھو جب دیکھا تو اوسی درخت کے نیچے موجود تھے اوسنے پوچھا
میان جی سکندر نے آدمیون کو اسی پہاڑ پر سوار کیا تھا فرمایا ہان ایک آدمی کو پہاڑ پر بھیجا کہ دیکھے اسطرف
کیا ہی وہ جب سر کوہ پر پونہچا اُس جانب دیکھکر ہنسا اور کود پڑا دوسرے کو زنجیر آہنی کمر مین باندھکر بھیجا وہ بھی
تبسم کرکے زنجیر توڑا کر کود پڑا پس سکندر نے درگاہ الٰہی مین متوجہ ہو کر استفسار حقیقت حال کا کیا حکم ہوا کہ
وہان بہشت شداد ہی کہ اون لوگونکو نصیب ہوئی انتہی سبحان اللہ اسقدر بھی معلوم نہ تھا کہ درخت مین آدمی
کہان سے آئے آدمی وہ کہ حضرت آدم کی نسل سے ہووے نہ کہ درخت سے نکلے چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہی

بیان قوم عاد اور باغ ارم کا اور داخل ہونا عبد اللہ بن قلابہ رضی اللہ عنہ کا ارم مین

یَا اَیُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّاُنْثٰى یعنی اے آدمیون ہمنے پیدا کیا تمکو ایک مذکر اور ایک مونث سے یعنی آدم و حوا علیہما السلام سے اور یہ بھی خیال نکیا کہ سکندر کہ جنکی نبوت مین اختلاف ہے اور ولایت مین اتفاق ہے وہ بغیر نکاح دختر فنختی سے جماع کیونکر کرینگے اور یہ بھی معلوم نہ تھا کہ بہشت شداد کوہ قاف کے پرے کہان ہے وہ بہشت ہر اعلی و ادنی کو معلوم ہے کہ شہر عدن کے صحراین تھی اور اُسیکا نام ارم ہے اسواسطے کہ بانی اُسکا شداد بن عاد بن عوص بن ارم بن سام بن نوح ہے پس اُس مکان جنت نشان کا نام بھی اپنے جد کے نام پر رکھا تھا اور اِس عاد کی اولاد کو بھی عاد کہتے ہین لیکن انمین سے متقدمین کو عاد اولی اور ارم بھی کہتے ہین اور متاخرین کو عاد اخیرہ کہتے ہین چنانچہ زمخشری نے تفسیر کشاف مین لکھا ہے اور عاد اخیرہ زمین احقاف مین متصل حضرموت کے رہتے تھے اور انکے پیغمبر ہود علیہ السلام تھے قصہ انکا قرآن مجید مین جابجا مذکور ہے اور عاد اولی کہ بانی شہر ارم ہین مساکن انکے قریب شہر عدن کے تھے قصہ انکا قرآن مجید مین دو جاے فقط بطور اجمال کے مذکور ہوا ایک سورہ نجم مین کہ اَهْلَكَ عَادَا اِلْاُوْلٰى اور دوسرے سورہ فجر مین کہ اَلَمْ تَرَ كَیْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِعَادٍ اِرَمَ ذَاتِ الْعِمَادِ الَّتِیْ لَمْ یُخْلَقْ مِثْلُهَا فِی الْبِلَادِ اور تفصیل اوس قصے کی تفسیر عزیزی وغیرہ تفاسیر معتبرہ مین موجود ہے اب اگر کوئی مہدوی صاحب اپنے بزرگون سے حسن ظن باقی رکھنے کے واسطے یہ توجیہ کرین کہ یہ بہشت باوجودیکہ چالیس کوس کے دور مین مربع الجوانب تھی کہ ہر جانب دس کوس کی مسافت ہوتی تھی اور دیوارین اوسکی سونے چاندی کی اینٹون سے تیار ہوکر پانسو گز کا ارتفاع رکھتی تھین اور اندر اوسکے ایک ہزار محل عالیشان مرصع زمرد و یاقوت سے تھا بعد ہلاک ہونے شداد کے کہ نظر سے آدمیون کے غائب ہوگئی ہے شاید اوڑکر کوہ قاف کے ورے پرے پہونچ گئی ہو اور میان نظام کا کشف سچ ہو جواب سکا یہ ہے کہ یہ بات نہ عقل سے ثابت ہوسکتی ہے نہ کسی نقل معتبر سے بلکہ فقط تمہارا خیال خام ہے اور وہ مکان اوسی سرزمین مین موجود ہے چنانچہ بروایات معتبرہ ثابت ہوا کہ عبد اللہ بن قلابہ رضی اللہ عنہ کہ اصحاب حضرت رسالت پناہ سے ہین ایک روز اوس نواح مین وارد تھے کہ ایک اونٹ انکا بھاگا یہ اوسکے پیچھے دوڑے او متصل شہر ارم کے پونہچے اللہ تعالی نے وہ شہر ان پر مکشوف کردیا بمجرد دیکھنے اوسکے منارات اور دیوارونکے مدہوش و مبہوت ہوگئے دل مین خیال کیا کہ شکل اسکی مشابہ بہشت موعود کے ہے شاید عالم معاملہ مین مجھپر وہ بہشت منکشف ہوئی ہے جب اندر داخل ہوئے دیکھا کہ مکانات و انہار و اشجار تمام مشابہ بہشت کے ہین لیکن شہر مین کوئی شخص نہین ہے تھوڑے جواہر و یاقوت کہ صحن کوشکون مین پڑے تھے جادرین اوٹھا لیے اور تنہائی سے خوف کرکے باہر چلے آئے اور روانہ دمشق کو ہوے جب وہان پونہچے معاویہ رضی اللہ عنہ کے سامنے کہ اوسوقت کے

خلیفہ تھے یہ ماجرا بیان کیا معاویہ نے پوچھا کہ یہ شہر خواب مین دیکھا ہی یا بیداری مین کہا بیداری مین مینے دیکھا ہی اور علامات اوس مقام کے مجھکو سبا دہین گکہ عدن سے فلان سمت مین اسقدر فاصلے پر ہی اور اوسکی دوسری جہت مین فلانہ درخت ہی اور فلانی طرف فلانہ چاہ ہی اور یہ دیکھو جواہر و یاقوت جو وہان سے اوٹھالایا ہون میرے پاس موجود ہین خلیفہ موصوف یہ سنکر نہایت متعجب ہوے اور علماے عصر سے استفتا کیا کہ دنیا مین کوئی ایسا شہر ہی کعب حبار وغیرہ علمانے جواب دیا کہ ہان ہی اور قرآن مین اوسکا ذکر ہی کہ اِرَمَ ذَاتِ الْعِمَادِ لالایۃ اور اللہ تعالی نے اوسکو نظر سے پوشیدہ کر دیا ہی اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ ایک آدمی میری امت کا اوس شہر مین داخل ہوگا سرخ رنگ کوتاہ قد ابرو اور گردن پر خال رکھتا ہوگا اور اونٹ کی تلاش مین وہان پونہچیگا جب معاویہ نے یہ سب اوصاف عبد اللہ بن قلابہ مین مطابق پائے کہا واللہ وہ مرد یہی ہی چنانچہ یہ قصہ تفسیر عزیزی اور کشاف اور بیضاوی اور مدارک مین بھی تفصیلاً اور اجمالاً مسطور ہی بدخلقی لسبت ویکم یہ کہ میران کو دعوی تھا کہ مین تابع تام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہون اور جسقدر اتباع مجھکو حاصل ہی کسیکو حاصل نہین ہی اور اثبات اس دعوے مین یہان تک جد و کد تھی کہ زوائد اور غیر ضروری اور غیر اختیاری امور واسطے اظہار مطابقت اور متابعت کے ثابت کیے جاتے تھے اور جو چیزین کہ سنن موکدہ حضرت رسالت بلکہ آنحضرت پر واجبات و فرائض سے تھین اوسکو مطلقاً ترک کر دیا تھا بیان اوسکا یہ ہی کہ میان ولی یوسف رسالہ حجۃ المنصفی مین لکھتے ہین کہ ایک دو میران کے ٹوٹے تھے ایک دندان بالا و چار دندان پیشین کا اور نکے وہان سے جدا ہو گیا اتباع کے واسطے انتہی اور شواہد الولایت کے باب چہارم مین لکھا ہی کہ شیخ دانیال جونپوری نے بعد تولد میران کے انکے والد میان عبد اللہ سے پوچھا کہ تمنے فرزند نو تولد کی کنیت کیا مقرر کی ہی اونہون نے کہا کہ ہمارے جد کا نام سید قاسم تھا اسواسطے اوس لڑکیکو ہم ابو القاسم بولتے ہین انتہی غرضکہ یہان تک مطابقت کی فکر ہی کہ بے جنگ و جدل ایک دانت بھی گرا ڈالا اور مطابقت کنیت کے واسطے کوئی بیٹا قاسم نام نہ تھا تو دادے کے نام پر اسم نے مسمی ابو القاسم مقرر کر دیا اور جہاد ساتھہ کفار کے کہ حضرت رسالت مآب پر فرض تھا اور سنت قائمہ اور طریقہ دائمہ آنحضرت کا تھا اور پیر بعد دعوے مہدویت کے کہ وقت اتباع تام کا وہی ہی کبھی عمل نکیا اور جو سنتین آنحضرت کی کہ ضمن جہاد مین ہین مانند قرائن جنگ اور تقسیم غنائم اور اخذ جزیہ اور فدیہ اور فتح بلاد اور نشر اسلام اور ہدم بتخانہا اور حکمرانی بلاد اور عدل و انصاف بین العباد اور اجراے حدود و احکام وغیرہ صدہا سنن و عادات حضرت سید کائنات کو ترک کر دیا اور کبھی اقامت ان سنن کا ارادہ نکیا لیس باوجود اسقدر مخالفت کے تابع تام کیونکر ہوے اور سواے اسکے اور بہت سی سنتین ان لوگونمین متروک ہین

چنانچہ وقت دعا کے ہاتھ اوٹھانا خصوصًا بعد فرض نمازون کے کہ سنت مستمرہ ہی کہ آنحضرت کے وقت سے
آج تک تمام اہل اسلام اوسپر متفق ہین اس قوم مین مطلقًا ممنوع وموقوف ہی حالانکہ احادیث صحیحہ سے ثابت ہی
کہ وقت مقبولیت دعا کا بعد نمازون فرض کے ہی اور طریق مسنون دعا کا یہ ہی کہ دونون ہتیلیان پہیلانا اور آسمان کے
سامنے کرنا اور دونون مونڈہون تک اونچا کرنا اور بعد فراغ دعا کے ہاتھون کو مونہہ پر پہیر لینا چنانچہ ابوداود
مین ہی کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلوا اللہ ببطون اکفکم ولا تسئلوہ بظہورہا فاذا فرغتم
فامسحوا بہا وجوہکم یعنی سوال کرو اللہ تعالی سے باطن ہتیلیون سے اور نہ سوال کرو پشت ہتیلیون سے پس
جب فارغ ہو پہیر لیو ہتیلیون کو اپنے چہرون پر اور ترمذی مین ہی کہ حضرت عمر فاروق فرماتے ہین کہ کان رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم اذا رفع یدیہ فی الدعاء لم یردہما حتی یمسح بہما وجہہ یعنی تہی عادت
رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی کہ جب اوٹھاتے تھے دونون ہاتھ اپنے دعا مین نہ اوتارتے تھے اونکو یہان تک
کہ پہیر لیتے تھے اونکو اپنے چہرہ شریف پر اور حصن حصین مین نقل کیا کہ آداب دعا سے ہی بسط الیدین
ت مس یعنی کھولنا دونون ہاتھون کا روایت کیا اسکو ترمذی اور حاکم نے ورفعہما ع وان یکون
رفعہما حذو المنکبین د امس یعنی اور اوٹھانا دونون ہاتھون کا طرف آسمان کے نقل کی
یہ صحاح ستہ مین اور یہ کہ ہووے اوٹھانا دونون ہاتھون کا برابر مونڈھون کے روایت کی یہ ابوداود واحمد وحاکم نے
اور ترمذی مین ہی کہ قیل یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ای الدعاء اسمع قال جوف اللیل
الاخر ودبر الصلوات المکتوبات یعنی لوگون نے سوال کیا کہ یا رسول اللہ کون سی دعا مستجاب تر ہی
فرمایا درمیان پچھلی رات کے اور پیچھے فرض نمازون کے اور نسائی مین بھی روایت ہی کہ نمازون فرض کے بعد وقت اجابت
دعا ہی غرض کہ دعا کے وقت ہاتھ اوٹھانا خصوصًا بعد فرض نمازون کے سنت حضرت رسالت کی ہی اور اس باب مین احادیث
صحیحہ بکثرت وارد ہین کہ اونکا حصر اس رسالے مین نہین ہوسکتا ہی بلکہ معلوم ہوتا ہی کہ دعا مین ہاتھ اوٹھانا سنت
انبیاے سابقین کی بھی ہی چنانچہ صحیح بخاری کے کتاب الانبیا مین ہی کہ جب حضرت ابراہیم اپنے فرزند اسمعیل کو مع
اونکی والدہ کے بامر الٰہی مکے مین بیت اللہ کے پاس رکھکر چلے بعد چند قدم کے جب اونکی نظر سے غائب ہوے
بیت اللہ کی طرف مونہہ کرکے دونون ہاتھ اوٹھا کر یہ دعا کی رَبِّ اِنِّیٓ اَسْکَنْتُ مِنْ ذُرِّیَّتِیْ بِوَادٍ غَیْرِ ذِیْ زَرْعٍ
عِنْدَ بَیْتِکَ الْمُحَرَّمِ رَبَّنَا لِیُقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ فَاجْعَلْ اَفْئِدَۃً مِّنَ النَّاسِ تَھْوِیْٓ اِلَیْھِمْ وَارْزُقْھُمْ مِّنَ
الثَّمَرٰتِ لَعَلَّھُمْ یَشْکُرُوْنَ الحدیث پس معلوم ہوا کہ ہاتھ اوٹھانا وقت دعا کے جیسا کہ سنت محمدی ہی

دعا مین ہاتھ اوٹھانا [illegible]

سنت ابراہیم بھی ہی اور منشا غلط اس قوم [illegible] عن انس رضی اللہ عنہ

کے کہ ان نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان لا یرفع یدیہ فی شیء من دعائہ الا فی الاستسقاء حتی

یُری بیاض ابطیہ یعنی پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم تھے کہ نہین اوٹھاتے تھے ہاتھ اپنے کسی دعا مین مگر استسقا مین

یہانتک کہ نظر پڑتی تھی سفیدی بغلون اونکے کی انتہی اور ظاہر ہی کہ اس حدیث مین مطلق ہاتھ اوٹھانے کی نفی

نہین ہی بلکہ اس کیفیت سے کہ سفیدی بغلون کی نظر پڑے اسیواسطے امام نووی نے شرح اس حدیث مین فرمایا کہ

ظاہر اس حدیث سے وہم ہوتا ہی کہ حضرت نے سوا استسقا کے ہاتھ نہین اوٹھائے ہین اور حالانکہ ایسا نہین ہی بلکہ

ثابت ہوا ہی حضرت کا ہاتھ اوٹھانا دعا مین سوا استسقا کے بہت مقامون مین اور وہ مقامات حصر وشمار سے

زیادہ ہین اور مین نے اون مین سے قریب تیس حدیث کے جمع کی ہین صحیحین سے اور شرح مہذب کے آخر باب صفۃ الصلوۃ مین

اونکو نقل کیا ہی مین نے اور تاویل اس حدیث کی یہ ہی کہ رفع بلیغ کہ جس مین سفیدی بغلون کی نظر پڑے سوا استسقا کے

نہوا یا یہ کہ انس نے ندیکھا اور دوسرون نے دیکھا کہ حضرت نے اور دعاون مین بھی دست مبارک بلند فرمائے اور دیکھنے

والے مواضع کثیرہ مین کہ جماعات ہین ایک شخص پر کہ حاضر نہووے اوس واقعے مین مقدم رکھے جاوین گے اور یہ تاویل

ضرور ہی کیونکہ احادیث کثیرہ دوسرے مقامات غیر محصورہ کے باب مین وارد ہین تمام ہوا کلام امام نووی کا اور بھی بلا تاویل

اوس روایت سے کے ہین کہ جسمین سات مواضع کا ذکر ہی اور صحیح بخاری کی کتاب الصلح مین ضمن مین حدیث طویل کے

مذکور ہی کہ ایک روز حضرت بنی عمرو مین کچھ نزاع تھا اونکے مصالحے کے واسطے تشریف لے گئے تھے جب وہان سے

مراجعت کی دیکھا کہ ابوبکر صدیق امامت نماز پر کھڑے ہین حضرت صفوف پھاڑکر اونکے پیچھے صف اول مین کھڑے ہوئے

جب ابوبکر صدیق کو معلوم ہوا پیچھے ہٹنے لگے حضرت نے اشارہ کیا کہ بدستور امامت پہ کھڑے رہو فرفع ابوبکر

یدیہ فحمد اللہ ثم رجع القہقری یعنی پس اوٹھائے ابوبکر نے دونون ہاتھ اپنے پس حمد خدا کی بجالائے پھر

پچھلے پاؤن پھرے اور بعد فراغت نماز کے جب حضرت نے پوچھا کہ مینے اشارہ کیا تھا تم کیون کھڑے نرہے کہا

کہ نہین لائق ہی ابوقحافہ کے بیٹے کو کہ امامت کرے روبرو رسول اللہ کے اور خیر جاری شرح بخاری مین ہی کہ جب

حضرت کو ابو عامر رضی اللہ عنہ کے قتل کی خبر پوہنچی دونون دست مبارک دعا کے واسطے اوٹھائے اور صحیح بخاری مین

باب التکبیر عند الحرب مین ہی کہ جب صبح کے وقت لشکر محمدی خیبر پر پوہنچا اوسوقت اہل خیبر اپنے کسی پھاوڑے لیکر نکلے

تھے کہ ناگاہ نگاہ لشکر اسلام پر پڑی گھبرا کر قلعے مین بھاگے کہ محمد مع لشکر آن پوہنچے پس پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے

دونون دست مبارک اوٹھائے اور کہا کہ اللہ اکبر خربت خیبر انا اذا نزلنا بساحۃ قوم فساء صباح